ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ
۳۰ جون ۱۹۶۷ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بِحَسْبِ امْرِیٍٔ مِنَ الشَّرِّ اَنْ یَحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَدْ سَبَقَ قَرِیْبًا بِطُوْلِهٖ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ انسان کو برائی میں سے یہی چیز کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر و ذلیل سمجھے (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے، اور یہ حدیث قریب ہی مفصل مذکور ہو چکی ہے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ کِبْرٍ" فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ یُحِبُّ اَنْ یَکُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا، وَنَعْلُهٗ حَسَنَةً فَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ: اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ، وَغَمْطُ النَّاسِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی کبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا ایک آدمی نے عرض کیا۔ کہ آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے۔ کہ اس کے کپڑے بھی اچھے ہوں۔ اور اس کا جوتا بھی اچھا ہو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اللہ تبارک وتعالے جمیل ہے۔ جمال کو پسند فرماتا ہے۔ آپ نے فرمایا، تکبر حق سے روگردانی کرنا۔ اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔

وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ رَجُلٌ وَاللّٰهِ لَا یَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلَانٍ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَنْ ذَا الَّذِیْ یَتَاَلّٰی عَلَیَّ اَنْ لَا اَغْفِرَ لِفُلَانٍ اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهٗ، وَاَحْبَطْتُ عَمَلَكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ۔ حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ ایک شخص نے کہا۔ خدا کی قسم اللہ تعالٰے فلاں شخص کی مغفرت نہیں فرمائیگا سو اس پر اللہ رب العزت نے فرمایا کہ یہ کون شخص میری قسم کھارہا ہے کہ میں فلاں شخص کی مغفرت نہیں کروں گا جاؤ میں نے اس کی مغفرت کردی اور تیرے تمام اعمال باطل (ضائع) کردیئے (مسلم)

وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِاَخِیْكَ فَیَرْحَمَهُ اللّٰهُ وَیَبْتَلِیْكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

ترجمہ۔ حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ اپنے بھائی کی مصیبت پر اظہار خوشنودی نہ کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالٰے اس پر اپنا رحم فرمائے اور تم کو اس مصیبت میں مبتلا کردے اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا حدیث حسن ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اثْنَتَانِ فِی النَّاسِ هُمَا بِهِمْ کُفْرٌ: اَلطَّعْنُ فِی النَّسَبِ وَالنِّیَاحَةُ عَلَی الْمَیِّتِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ دو چیزیں لوگوں میں موجود ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ جاہلیت کے کاموں میں مبتلا ہیں ایک نسب میں طعن کرنا دوسرے میت پر نوحہ کرنا (مسلم نے اس روایت کو ذکر کیا۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا وَمَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ جو ہم پر ہتھیار اٹھائے، وہ ہم میں سے نہیں ہے اور ایسے ہی جو شخص ہم کو دھوکہ دے وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے (مسلم)

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی صُبْرَةِ طَعَامٍ فَاَدْخَلَ یَدَهٗ فِیْهَا فَنَالَتْ اَصَابِعُهٗ بَلَلًا فَقَالَ مَا هٰذَا یَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟ قَالَ اَصَابَتْهُ السَّمَاءُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: قَالَ: اَفَلَا جَعَلْتَهٗ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتّٰی یَرَاهُ النَّاسُ! مَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا۔

ترجمہ۔ اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غلہ کے ڈھیر پر سے گزرے تو آپ نے اپنا ہاتھ اس ڈھیر میں داخل کیا۔ تو آپ کی انگلیوں کو تری محسوس ہوئی چنانچہ آپ نے دریافت فرمایا کہ اے غلہ والے یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس غلہ کو بارش لگ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا تو پھر اس کو غلہ کے اوپر کیوں نہ کردیا تاکہ لوگ دیکھ لیں۔ جو دھوکہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَنَاجَشُوْا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی کے نرخ پر دھوکہ دینے کی غرض سے نرخ نہ بڑھاؤ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ النَّجْشِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

ترجمہ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بھائی کے نرخ پر نرخ بڑھانے سے منع فرمایا ہے (بخاری ومسلم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۳ | ۲۱ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ بمطابق ۳۰ جون ۱۹۶۷ء | شمارہ ۸

چمنستانِ رائے پوریؒ کے دو پھول

موت تو کارگاہِ ہستی کے لئے قانون ہے۔ اس سے مفر ممکن ہی نہیں۔ ہر ذی روح کو خواہ وہ کہیں اور کسی حالت میں ہو مقررہ وقت پر اس کا مزہ چکھنا ہے۔ اس لئے نہ تو اس پر اعتراض کیا جا سکتا ہے نہ اظہارِ تعجب۔ البتہ بعض موتیں ایسی ہوتی ہیں جن کا اثر نہایت گہرا اور جن کا صدمہ مدتوں تک محسوس ہوتا رہتا ہے۔ امتدادِ وقت سے اس صدمے کی شدّت تو مٹ جاتی ہے لیکن اس کی یاد محو نہیں ہوتی — ایسی ہی دو موتیں ضیغمِ اسلام شیخ حسام الدین صدر مجلس احرار پاکستان اور شیخ خورشید احمد سابق وزیر قانون کی ہیں۔ دونوں شخصیتیں قوم و ملک کا سرمایۂ افتخار تھیں اور دونوں کی رحلت قوم و ملک کے لئے ناقابلِ فراموش المیہ ہے۔ دین پسند حلقوں کے لئے ان دونوں کی موت خاص طور پر اس لئے بھی دردانگیز اور غم افزا ہے کہ دونوں قطب العالم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے مریدینِ باصفا میں سے تھے۔ اس لحاظ سے یکے بعد دیگرے دونوں کی رحلت ایک عظیم جماعتی نقصان بھی ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

شیخ حسام الدین مجلس احرار پاکستان کے صدر اور کاروانِ بخاریؒ و افضل حقؒ کے حدی خواں تھے۔ ان کی ذات کے ساتھ برصغیر پاک و ہند کی نصف صدی کی تاریخ وابستہ تھی — مرحوم ایک جلیل القدر رہنما، تجربہ کار سیاستدان، جرأت و بے باکی کا نشان اور دینی حمیّت و غیرت کے ترجمان تھے۔ آزادیٔ وطن کی بے پناہ جدو جہد میں اُن کا کردار ملک کے چوٹی کے رہنماؤں میں سے کسی لحاظ سے کم نہیں۔ انہوں نے برسوں جیل کی چکی پر آزادی کے نغمے الاپے اور انگریز کی عدالت کے کٹہرے میں فطری حریت پسندی اور حق گوئی کے محیرّ العقول مظاہرے کئے۔ آزادیٔ پاک و ہند کا مؤرخ ان کے کارناموں کو کبھی نظرانداز نہیں کر سکتا — سیاسی آزادی کے ساتھ قومی تعمیر اور دینی اشاعت و فروغ کا جو سلسلہ انہوں نے جاری رکھا اور اس راہ میں جو مالی ایثار اور روحانی اذیتیں انہوں نے برداشت کیں اپنی جگہ بے نظیر ہیں۔ وہ اگرچہ کوئی باقاعدہ عالم اور مذہبی قائد نہ تھے اور نہ کبھی انہوں نے اس کا دعوےٰ کیا لیکن ان کی خدمات کا بالاستیعاب جائزہ لیا جاتے تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ تمام للّٰہی خدمات حضرت شیخ الہند

آہ! شیخ حسام الدین

مضطرؔ گجراتی

مسند نشینِ مجلسِ احرار اُٹھ گیا — اس قافلے کا آخری سالار اُٹھ گیا
افرنگ کی سیاستِ خونخوار کے خلاف — ہر دم رہا جو برسرِ پیکار اُٹھ گیا
حزن والم کے سائے افق پر محیط ہیں — تہذیبِ مشرقی کا علمدار اُٹھ گیا
سوز و گدازِ عشق کی آواز تھم گئی — راز و نیازِ حسن کا معیار اُٹھ گیا
وہ رہنما جو چھپ گیا اپنے غبار میں — وہ سربراہ جو سرِ بازار اُٹھ گیا
جس کی خودی جھکی نہ درِ اقتدار پہ — وہ بندۂ غیور و ضعدار اُٹھ گیا
جس کے جنون و شوق کی وسعت تھی بیکراں — جس کی نظر تھی واقفِ اسرار اُٹھ گیا
جرأت کا راگ ٹوٹ گیا جس کی موت سے — گویا خلوص اُٹھ گیا! ایثار اُٹھ گیا
جس کی گرج سے لرزہ براندام تھے حریف — جس کا لقب تھا ضیغمِ احرار اُٹھ گیا
وہ پاسبانِ ختمِ نبوت خموش ہے — وہ جاں نثارِ احمدِ مختار اُٹھ گیا
خمخانۂ حجاز کا ساغر لئے ہوئے — خمخانۂ حجاز کا میخوار اُٹھ گیا
اے زندگی ملیگا تجھے اب کہاں سکوں — وہ لٹ گئی بساط، وہ دربار اُٹھ گیا

مضطرؔ دیا تھا جس نے ہزاروں کو اعتماد
محسوس کر رہا ہوں وہ غمخوار اُٹھ گیا

مجلس ذکر ۶ر ربیع الاول ۱۳۸۷ھ بمطابق ۱۵ر جون ۱۹۶۷ء

اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کریں اور کثرت سے ذکر اللہ کریں

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

مرتبہ۔ خالد سلیم

الحمد للہ وکفی وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امابعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ کا احسان وفضل ہے کہ اُس نے ہمیں مل جل کر اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی اللہ تعالیٰ کی محبت صرف ذکر اللہ کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ جس چیز کا زبان سے باربار ذکر کیا جائے۔ اور نام لیا جائے وہ دل میں جگہ کر لیتی ہے۔

کثرت سے ذکر اللہ کرنے سے اللہ کا نام دل میں گھر کر لیتا ہے۔ پھر سب کام اللہ تعالےٰ ہی کی مرضی کے مطابق ہوتے ہیں۔ گناہ چھوٹ جاتے ہیں۔ کیونکہ ہمہ وقت ذکر اللہ کرنے سے دل پر اللہ تعالےٰ کے نام قبضہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہمیشہ کثرت سے اپنا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیک اور ذاکر لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے کی توفیق وہمت عطا فرمائے۔ شیطان کے شر سے محفوظ رکھے اور خاتمہ ایمان کامل پر فرمائے آمین!

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے۔ سب کچھ بننا ہے آسان۔ سب سے مشکل بننا ہے انسان۔ انسان بناتا ہے فقط قرآن۔ انسانیت کا نمونہ ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرنا چاہیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر زندگی کو بسر کرنا چاہیے۔ اس طرح اپنے دل میں اعتماد الی اللہ پیدا کریں۔ غیر اللہ پر بھروسہ کرنا تو در کنار اُن کی طرف نگاہ اُٹھا کر بھی نہ دیکھیں لیکن افسوس ہے کہ آج ہم نے اللہ تعالےٰ کے احکامات کو نظر انداز کر دیا ہے۔ غیر اللہ پر اعتماد اور بھروسہ ہے اللہ اور اس کے رسول کا نام چھوڑ کر قومیت کا نعرہ لگاتے ہیں فسق و فجور اور شراب نوشی میں انگریزوں کا مقابلہ کرتے ہیں اور عیاشیوں میں بدمست رہتے ہیں جس مسلمان قوم کی یہ حالت ہو۔ تو اُس پر اللہ تعالیٰ کا غضب کیوں نہ نازل ہو اور وہ قوم کیوں نہ ہلاک ہو۔ جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات کا مذاق اڑاتی ہو۔ جو اتفاق واتحاد محبت اور اخوت کی بجائے۔ حسد۔ کبر۔ جاہ طلبی۔ زرطلبی نفرت وعداوت بدمستی اور عیاشیوں جیسی روحانی امراض میں مبتلا ہو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے۔ ہمیں قرآن پاک پڑھنے۔ سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق وہمت عطا فرمائے۔ آمین!

روحانی امراض سے شفایابی کا بہترین نسخہ ہے۔ کثرت سے ذکر اللہ کرنا۔ چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے مجلس میں اور تنہائی میں صرف رضا الٰہی کے لئے ذکر اللہ کرنے سے آپ کے دل سے یہ ساری بیماریاں ختم ہو جائیں گی۔ اور اللہ کی محبت جگہ بھر لے گی۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک انگریز عورت کا واقعہ لکھا ہے۔ کہ وہ لندن میں جہاں سب طرف شرک وکفر ہے۔ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عبادت ومحبت کی لگن تھی۔ وہ ہمہ وقت اللہ تعالےٰ کے ذکر میں شاغل رہتی تھی۔ اس دور میں عرب میں ایک مسلمان انگریز پرست تھا۔ اس کو انگریزی طرز زندگی محبوب تھی۔ اور اسی طرح عیاشیت میں مبتلا تھا۔ دونوں کی ایک ہی وقت میں موت ہو گئی۔ لڑکی لندن میں اور آدمی عرب کے ریگستان میں دفنایا گیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد اس عربی کی قبر بیٹھ گئی اور ریت کے ہٹنے سے وہ قبر ننگی ہو گئی۔ اللہ کی قدرت! کہ اُس قبر میں ایک عورت کی نعش صحیح وسلامت لندن کا پتہ لکھا ہوا پائی گئی۔ تحقیق کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ عورت وہی مسلمان عورت تھی جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت تھی۔ اور جو عبادت وذکر میں مشغول رہتی تھی۔ یہ عورت لندن کے قبرستان میں دفنائی گئی تھی اس کی قبر کو کھود کر دیکھا۔ تو اس میں وہی انگریز پرست۔ انگریزی تہذیب و تمدن کا دلدادہ دفن تھا۔ وہ عورت چونکہ نیک تھی اور عبادت وذکر میں شاغل رہتی تھی۔ اس لئے اس کی قبر بھی نیک لوگوں کے قبرستان ہی میں بنی۔

خدارا آپ اپنے اعمال کو درست کریں۔ اور عاقبت کی فکر کریں۔ دنیا کی زندگانی چند روزہ ہے۔ بڑے بڑے فرعون اور پرغرور انسان تباہ و برباد ہو گئے آخر۔۔۔ ہم نے بھی اس دنیا سے اگلے جہان کو کوچ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ و اعتماد رکھیں۔ ہر مصیبت اور مشکل کے وقت صرف اسی کو پکاریں۔

اگر آپ اسلامی احکامات و تعلیمات کو کویدان سمجھتے ہیں۔ تو کھلم کھلا سامنے آئیں منافق اعتقادی مت بنیں۔

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سراسر سنگ ہو جا

اسلام کا لبادہ اوڑھ کر سادہ مسلمانوں کو دھوکا نہ دیں۔ یاد رکھیں کہ جہنم میں سب سے نچلے طبقے میں اس جیسے منافق لوگ ہی ہوں گے حاصل یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک راہ پر چلائے۔

آپ کی جہاں تک آواز پہنچتی ہے۔ آپ حق کی آواز پہنچائیں اللہ تعالےٰ کو عبادت و ذکر کر کے راضی کریں۔ اپنی نسلوں کو قرآن پاک کی تعلیم دلائیں۔ تاکہ یہ اولاد قیامت کے دن آپ کے گناہوں کا کفارہ بن سکے۔ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ استغفار پڑھیں۔ کثرت سے ذکر اللہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین۔

۱۴ ر ربیع الاوّل ۱۳۸۷ھ بمطابق ۲۳ر جون ۱۹۶۷ء

اسلام دینِ محبّت ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علیٰ عبادہ الّذین اصطفٰی : امّا بعد:
فاعوذ باللہ من الشّیطٰن الرّجیم : بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم :-

اِنَّ اللہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ٥
(پ ۲ س بقرہ - آیت ۱۹۴)

ترجمہ : اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

احسان کے معنی حسنِ سلوک اور نیکی کرنے کے ہیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے :-

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : قَالَ اَلْمُؤْمِنُ مَاْلَفٌ وَلَاخَیْرَ فِیْمَنْ لَّا یَاْلَفُ وَلَا یُؤْلَفُ - (رواہ احمدؒ و بیہقیؒ فی شعب الایمان)

ترجمہ : حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن تو محبت و الفت کا مرکز ہے اور اس آدمی میں کوئی بھلائی نہیں جو دوسروں سے الفت نہیں کرتا اور دوسرے اس سے الفت نہیں کرتے۔

مطلب یہ ہے کہ مسلمان کو محبت و الفت کا پُتلا ہونا چاہئے۔ حسنِ اخلاق، رواداری، مہر و وفا اور صدق و صفا کا پیکر ہونا چاہئے۔ اگر وہ دوسروں سے مروت سے پیش آئے گا، حسن کردار کا ثبوت دے گا تو دوسرے لامحالہ اس سے محبت کا برتاؤ کریں گے، عقیدت سے پیش آئیں گے اور جس شخص میں حسنِ اخلاق نہیں اس میں کوئی بھلائی نہیں۔

غرض اس حدیث میں خشک مزاجی سے باز رہنے کی تلقین کی گئی ہے حالانکہ بعض بزعم خویش صوفی صافی اسے دین کا جزو بنائے بیٹھے ہیں جو قطعاً دین کی روح کے خلاف ہے ہاں اتنا ضرور ہے کہ محبت و الفت اور بغض و عداوت محض رضائے خداوندی کے تحت ہونی چاہئے لیکن معاملات میں پھر بھی نرم روی اور محبت و اخلاق کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہئے مثلاً جن سے رشتۂ محبت چلا آتا ہے اگر ان میں شریعت کی نافرمانی نظر آئے تو دامنِ تعلق سکیڑ لینا چاہئے۔ مگر بداخلاقی اس صورت میں بھی نہ ہونی چاہئے۔ بعض اوقات بے دینوں تک کے لئے محبت کا دامن محض اس لئے وسیع کرنا پڑتا ہے تاکہ صالح اور نیک بخت انسان کا کردار اثر انداز ہوکر بے دینوں کو دین کے قریب لے آئے اللہ کے فرمان میں اسے تالیفِ قلوب کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔

رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے :-

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللہِ تَعَالٰی اَلْحُبُّ فِی اللہِ وَالْبُغْضُ فِی اللہِ - (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ : حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بندوں کے اعمال میں سے اللہ تعالےٰ کو سب سے زیادہ محبوب وہ محبت ہے جو اللہ تعالےٰ کے لئے ہو اور وہ بغض و عداوت ہے جو اللہ تعالےٰ کے لئے ہو۔

حاصل یہ ہے کہ مسلمان کا ہر کام صرف رضائے الٰہی کے لئے ہونا چاہئے۔ اُس کا کوئی فعل اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ خدا کے احکام کی تعمیل ہی اس کی زندگی کا سب سے بڑا اور واحد نصب العین ہے اور ظاہر ہے کہ تمام مخلوق خدائے رحمان و رحیم کی مخلوق ہے۔ خالق کب گوارا کرتا ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ کوئی بدسلوکی کا مظاہرہ کرے۔ اسی لئے اسلام اور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نوع انسان سے ہمدردی اور خلق سے پیش آنے کی الہامی تعلیم دی — حقوق العباد ادا کرنے میں پابندی کی سختی سے ہدایت کی اور جانوروں تک کے حقوق کی پاسداری کا درسِ عظیم دیا۔ چنانچہ اس تعلیم کے ہوتے ہوئے بھی جب غیر مذاہب والے یہ الزام لگاتے ہیں کہ اسلام بزورِ شمشیر پھیلا تو وہ حقائق سے روگردانی کرتے اور انتہائی دیدہ دلیری کا ثبوت دیتے ہیں۔ واقعات کی رُو سے آپ تمام تاریخِ عالم کی ورق گردانی کر جائیے آپ کو کہیں نظر نہیں آئیگا کہ مسلمانوں نے صلح یا جنگ کی حالت میں کبھی بھی شرافت و مروّت کا دامن ہاتھ سے چھوڑا ہو۔ اسلام جہاں جہاں پھیلا۔ فولاد کی تلوار سے نہیں بلکہ خوفِ خدا، حسنِ اخلاق اور بلندیٔ کردار کی تلوار سے پھیلا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ تلوار کے دھنی انسان اس کی اشاعت میں شریک رہے ہیں تو اعتراض کرنے والے کو یہ بھی جواب دینا ہوگا کہ آخر ان تلوار کے دھنی انسانوں کے ایمان لانے کا کیا باعث تھا۔ اور یہ کیسے ایمان لائے تھے اور انہیں کس تلوار نے فتح کیا تھا؟ تحقیق کے بعد یقیناً اس کے سوا کوئی نتیجہ سامنے نہیں آسکتا کہ مکہ کے ایک درِّ یتیم اور نبیٔ اُمّی کی تکلہ محبت اور اخلاق و مروّت کی تلوار نے اُن کے دلوں کو گھائل کر دیا تھا۔ اور ان تیغ آزماؤں کے قلوب کو پاکیزگیٔ کردار اور خُلقِ عظیم کی معجزانہ قوتوں نے مسخر کر لیا تھا۔

یاد رکھیئے! اسلام کی اَن گنت خوبیوں میں سے نمایاں خوبی اور کمال یہ ہے کہ تھوڑے سے عرصہ میں اس نے اخلاق و محبت اور معجزانہ تعلیمات کی سحرکاری سے ساری دنیا میں انقلاب برپا کر دیا اور تمام انسانیت کو ظلمت اور گمراہی کے گڑھے سے نکال کر نورِ ہدایت میں لا کھڑا کیا۔ آج سے تیرہ سو برس پہلے نہ بجلی تھی نہ ریڈیو، نہ ٹیلی ویژن تھا نہ ٹیلیگرام کا انتظام۔ سامانِ رسل و رسائل کی بہتات تھی نہ ذرائع آمد و رفت کی فراوانی —— ایسے حالات میں پیغامِ حق کا اقصائے عالم میں پھیل جانا اور دشت و جبل کا توحیدِ خداوندی سے گونج

اٹھتا مسلمان مبلغین کے بیٹھے بیٹھے ارشادات، حسن کردار اور عظمتِ اخلاق کا کرشمہ نہیں تو اور کیا ہے؟

اسی ہندوستان کی سرزمین میں جب معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور انہوں نے نوّے ہزار انسانوں کو کلمۂ توحید پڑھایا اور نورِ اسلام سے انہیں منوّر کیا تو ان کے پاس آخر وہ کون سی تلوار تھی جو قلب و نظر کو منوّر کرتی چلی جاتی تھی؟

برادرانِ عزیز! ہرگز نہ بھولئے کہ اخلاق کی تلوار کا گھاؤ فولاد کی تلوار سے کہیں گہرا اور زیادہ دیرپا ہوتا ہے۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ جہاں اسلام فاتحین کے ذریعے سے گیا مثلاً سپین و غرناطہ اور روما وغیرہ مغربی ممالک میں وہاں زیادہ دیر تک اسلام کی عملداری قائم نہ رہ سکی اور جلد ہی وہاں سے اسلام خارج ہو گیا۔ مگر جہاں جہاں اسلام صوفیاء اور مبلغین اسلام کے دم قدم سے پہنچا وہاں آج بھی دینِ حق کا پرچم اپنی آب و تاب سے لہرا رہا ہے اور اس پہ جان چھڑکنے والے نفوسِ قدسیہ وہاں موجود ہیں۔

فاتحین کے اسلام اور صوفیاء کے اسلام پہنچانے میں فرق ظاہر ہے جسے علامہ اقبالؒ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے ؎

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
یہ سپہ کی تیغ بازی وہ نگاہ کی تیغ بازی

اور ظاہر ہے نگاہ کی تیغ بازی سپاہ کی تیغ بازی سے کہیں زیادہ مؤثر ثابت ہوتی ہے۔ اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا کردہ جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں جو رنگ نظر آتا ہے وہ بعد والوں میں نہیں اور جو اہل اللہ کی صحبت میں بیٹھنے والوں کا حال ہوتا ہے وہ اہل اللہ کی مجلسوں سے دُور رہنے والوں میں نظر نہیں آتا۔

آج کل مسلمان کی حالت

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ وہی مسلمان جو اخلاق کا معلّم تھا آج کتاب و سنت کی تعلیمات اور بزرگوں کی صحبت سے دور رہ کر اخلاقی پستیوں کا پیکر بن گیا ہے۔ تعلیماتِ قرآنیہ سے اعلانیہ رُوگردانی کر رہا ہے —— دامن اخلاق و محبت کو اس نے ہاتھ سے چھوڑ دیا ہے اور یہی نہیں بلکہ اس کے برعکس فرمانِ نبویؐ سے سرتابی کرتے ہوئے اس نے ایک دوسرے کا خون چوسنا شروع کر دیا ہے، ایک دوسرے کی ترقی کی راہوں میں رکاوٹیں ڈالنا اس کا مشغلہ بن گیا ہے، حسد اس کا شیوہ بن گیا ہے، ہمسایوں سے سلوک ناپید ہے، باپ بیٹے کا اور بیٹا باپ کا دشمن ہے اور ایک بھائی دوسرے بھائی کو دیکھنا گوارا نہیں کرتا۔ عام مسلمان کو تو چھوڑیئے مولوی حضرات تک اس تعلیم نبویؐ سے اعراض کی تمام سنتیں تازہ کرنے میں مشغول ہیں۔ ان کی زبانیں تکفیر کی ٹکسالیں بن گئی ہیں، رواداری اور محبت کے تمام ضابطے پس پشت ڈال دئے گئے ہیں اور قلوب خوفِ خدا سے یکسر خالی ہو گئے ہیں —— چنانچہ یہی اخلاقی پستی ہماری رسوائی کا باعث بن رہی ہے۔ اور ہم روز بروز نت نئی روحانی بیماریوں میں مبتلا ہوتے چلے جاتے ہیں اور ساری قوم اخلاقی کوڑھ کے مرض میں مبتلا ہو گئی ہے۔ حالانکہ ہمارے اسلاف و اکابر تو غیروں تک سے حسن سلوک کا برتاؤ کرتے رہے ہیں۔

پس اے امتِ مسلمہ! اپنا بھولا ہوا سبق دوبارہ یاد کر، کتاب و سنت کی تعلیمات کو مشعلِ راہ بنا اور سوچ کہ آخر کیا وجہ ہے کہ جس دین نے غیروں تک سے رواداری کی تعلیم دی تھی آج اسی کے ماننے والے آپس میں دست و گریباں ہیں۔

برادرانِ عزیز! آؤ! ہم اپنے ماضی کی طرف لوٹ چلیں۔ قرنِ اول کے تجربوں سے فائدہ اٹھائیں، صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کے سانچے میں خود کو ڈھالنے کی کوشش کریں اور اخوت و محبت کی وہی یاد تازہ کریں جو ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ کی پاک زمین پر شمع رسالت کے پروانوں نے دنیا کے سامنے پیش کی تھی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو محبت و الفت کا پیکر بنائے اور ہمیں کامل دینی تعلیمات سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

بقیہ: اداریہ

مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک حریتِ وطن کی کڑیاں ہیں اور شیخ صاحب مرحوم کا خلوص، عزم و عمل کا کمال ہے کہ مذہبی قیادت کے مدعی نہ ہونے کے باوجود صرف اللہ کے ایک سپاہی کی طرح برابر بڑھتے چلے گئے اور کفر و باطل کے ہنگاموں سے اس طرح ٹکراتے رہے جو ایک اسلامی قائد ہی کی شان ہوتی ہے۔ یہ ان کی بے لوثی، اولوالعزمی اور خوش تدبیری کی بہت بڑی دلیل ہے۔ مرحوم اس دور میں جماعت احرار کی تمناؤں اور آرزوؤں کا مرکز و سہارا تھے۔

چنانچہ جماعت احرار کے غم میں ہم برابر کے شریک ہیں اور ان کے ساتھ ہم خود کو بھی تعزیت کا مستحق سمجھتے ہیں کہ وہ ہماری بھی متاعِ عزیز تھے۔

شیخ خورشید احمد اپنی قانونی قابلیت، حریتِ فکر اور اصابت رائے کی بناء پر تمام ملک میں تحسین کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ ۴۷ سال کی مختصر عمر میں انہوں نے پاکستان کی جس خلوص و عزم اور فکر و تدبر سے خدمت کی ہے وہ ہمیشہ ذہنوں میں محفوظ رہیگی۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ انہیں اور زندگی عطا کرتا تو وہ اپنی خداداد صلاحیتوں سے ملک کو ترقی کے کس معیار پر لے جاتے۔

ادارہ خدام الدین ان دونوں کی موت پر اپنے دلی غم کا اظہار کرتا ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ اور مرحومین کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی کرے۔

ادارہ خدا سے یہ بھی دعا کرتا ہے کہ ایسی قابل قدر ہستیوں کے اٹھ جانے سے ملک میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے اُسے ویسی ہی بہتر شخصیتوں سے پُر فرمائے آمین

قابل توجہ حکومت مغربی پاکستان

خبر ملی ہے کہ بھکر ضلع میانوالی کے دو علماء کرام مولانا محمد عبداللہ صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ دار الہدیٰ اور حافظ ممتاز علی صاحب مہتمم جامعہ رشیدیہ بھکر کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ میانوالی نے اپنے ایک حکم کے تحت دو دو ماہ کے لئے ضلع بدر کر دیا ہے۔ ہر دو حضرات پر فرقہ وارانہ منافرت

(باقی ص۱ پر)

یک دعوت صحبتے با اہلِ دل

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

ایسے آدمی کے لئے جو دنیا کی رفتار پر کچھ بھی مؤثر نہیں ہو سکتا اخبار بینی کا انہماک اضاعت وقت نہیں تو اور کیا ہے؟ البتہ جو لوگ مؤثر ہو سکتے ہیں اور جو کسی اصلاح اور مقصد کے لئے اخبار دیکھتے ہیں ان کے لئے اخبار بینی موجبِ ترقی اور باعثِ ثواب ہو سکتی ہے۔ مجھ سے اعزاز الدین خاں صاحب نے بیان کیا تھا کہ تھانہ بھون میں اخبار کا داخلہ ممنوع تھا۔ میں بہت خوش ہوا جب مجھے اپنے کسی صاحبِ فن اور محقق سے تائید مل جاتی ہے تو بڑی خوشی ہوتی ہے۔

فرمایا۔ حدیث میں آتا ہے کہ نماز کا انتظار کرنے والا نماز ہی کے حکم میں ہوتا ہے۔ اس لئے جو شخص نماز پڑھنے جاتے یا نماز کے انتظار میں بیٹھے اس کو نماز کے آداب اور نماز کی عظمت کا خیال رہنا چاہئے۔ مجھے ایک صاحب پر بڑا رشک آتا تھا کہ وہ بہت دور کے محلہ سے جامع مسجد میں فجر کی نماز پڑھنے کے لئے آتے تھے۔ میں سوچتا تھا کہ ان کو کس قدر ثواب ملتا ہوگا اس لئے کہ ان کو بہت قدم اٹھانے پڑتے تھے اور مسجد کے لئے جتنے قدم اٹھانے پڑیں اتنا ہی ثواب زیادہ ہے لیکن ایک دن میری یہ سب خوشی خاک میں مل گئی جب میں نے دیکھا کہ وہ بیڑی پیتے ہوئے جامع مسجد آ رہے ہیں میں نے کہا کہ ان کو تو یہ خیال چاہئے تھا کہ میں نماز کے لئے مسجد جا رہا ہوں۔ نماز ہی میں ہوں، انہوں نے اپنے اس چلنے کی قدر نہ کی اور اس کے آداب کا خیال نہ رکھا۔"

فرمایا۔ "بعض لوگ کسی چیز کی مجموعی شکل یا اس کے نام سے چڑتے ہیں۔ لیکن اس کے علیحدہ علیحدہ اجزاء ان کو مانوس و مرغوب ہوتے ہیں اور ان کو ان سے ذرا وحشت نہیں ہوتی۔ مثلاً بعض لوگ گلاب جامن سے چڑتے ہیں۔ لیکن کھویا، شکر، گھی سب ان کو علیحدہ علیحدہ مرغوب ہوتا ہے۔ اور ان کو بڑے شوق سے استعمال کرتے ہیں۔ لیکن جب ان سب کو باہم جمع کر کے پیش کیا جائے اور اس کا نام گلاب جامن بتایا جائے تو وہ بھاگتے ہیں اور مارنے دوڑتے ہیں ـــــ ایک بڑے میاں تھے ان کو اس سے چڑ تھی کہ کوئی ان سے کہے کہ دادا خیریت ہے؟ بچے ان کو چڑاتے رہتے تھے اور وہ ڈنڈا لے کر ان کے پیچھے دوڑتے تھے اگر ان سے کوئی کہتا کہ بڑے میاں! پیٹ میں درد تو نہیں ہے؟ کان میں درد تو نہیں ہے؟ سر میں درد تو نہیں ہے؟ بخار تو نہیں ہے؟ ہاضمہ خراب تو نہیں ہے؟ تو جواب دیتے کہ نہیں۔ یعنی ہر طرح سے اچھا ہوں۔ لیکن جب کوئی کہتا کہ خیریت ہے تو آگ بگولہ ہو جاتے ایک دن مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے ان کو پکڑا اور اسی طرح کے سوالات کئے اور جب انہوں نے ہر درد تکلیف کا انکار کیا تو انہوں نے کہا کہ اسی کا نام خیریت ہے تم اس سے کیوں چڑتے ہو؟ بس خیریت کا نام آتے ہی وہ چڑھ گئے اور کہنے لگے کہ پھر تم نے اسی کا نام لیا۔

یہی حال بعض پڑھے لکھوں کا ہے کہ ان کو تصوّف کے تمام اجزاء کا علیحدہ علیحدہ اقرار ہے لیکن مجموعہ تصوّف سے وحشت ہوتی ہے اور اس کے نام سے چڑتے ہیں۔ یہی حال دوسرے مذاہب کا بھی ہے کہ ان کو بہت سے اجزاء کا انکار ہے اور وہ اجزاء ان ادیان اور ان کی تعلیمات میں منتشر ہیں۔ ان کے مجموعہ کا نام اسلام ہے۔ اس مجموعے سے ان کو وحشت ہے اگر ایک ایک جز کو علیحدہ علیحدہ پوچھا جائے (مثلاً توحید، رسالت، معاد، اعمال صالحہ، اخلاق حسنہ وغیرہ۔ اگر کہا جائے کہ بس انہیں کے مجموعہ کا نام اسلام ہے تو تیوری چڑھ جائے گی۔ قرآن شریف میں آتا ہے:۔

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبًا عندھم فی التوراۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھاھم عن المنکر ویحل لھم الطیبٰت ویحرم علیھم الخبائث۔

اللہ کی خاص رحمت کے مستحق اس کے وہ بندے ہیں جن میں ایمان و تقویٰ اور تزکیہ کی صفات ہیں، جو پیروی کرتے ہیں اللہ کے اس پیغمبر کی جو نبی امّی ہے جس کو وہ لکھا ہوا پاتے ہیں اپنے پاس تورات میں اور انجیل میں جو ان کو اچھی باتوں کا حکم دیتا ہے اور بُری باتوں سے روکتا ہے اور حلال و پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتا ہے اور گندی چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے۔

اب ان معروفات و منکرات، طیبات و محرمات کے نام الگ الگ لیجئے ـــ ہر معروف کی تعریف کریں گے، ہر منکر کی مذمت، ہر پاک صاف چیز کو قبول بتائیں گے اور حرام اور گندی چیز کو ناپسند کریں گے۔ لیکن اس کے مجموعہ (اسلام) سے ان کو وحشت اور ان تعلیمات کے داعی و جامع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو انکار ہے۔ دوسرے مذاہب کے پیروؤں کو سمجھانے کے لئے یہی طریقہ اختیار کرتا ہوں کہ اجزاء کو الگ الگ ان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور ان سے اقرار لیتا ہوں کہ یہ سب اجزاء صحیح اور قابل قبول ہیں۔ پھر ان کے مجموعہ سے وحشت کیوں ہے؟ میرے پاس ایک ہندو صاحب آتے ہیں وہ ہاتھ باندھے کھڑے رہتے ہیں، دوسرے صاحب آتے ہیں وہ رکوع میں رہتے ہیں، تیسرے صاحب ڈنڈوت کرتے ہیں اور دیر تک سر جھکائے رہتے ہیں ـــ مجھے ان کے اس فعل سے گرانی ہوتی ہے یہ سب افعال نماز کے ہیں۔ جب سب الگ الگ غیر اللہ کے لئے ان کے نزدیک جائز ہے تو پھر مجموعی طور پر اللہ کے لئے کیوں جائز نہیں؟ انہیں کے مجموعہ کا نام نماز ہے۔ بندگی انسان کی فطرت میں ہے اور یہی پیدائش کا مقصود ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (انسانوں اور جنات کو اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ خالق

کی بندگی اور عبادت کریں) بزرگوں کو
صحیح جگہ پر استعمال کرنا بھی عبادت
اور توحید ہے، ان سب افعال کو اللہ
کے لئے مخصوص کرنا بس یہی اسلام
کی تعلیم ہے۔"

فرمایا۔" معالج کو مریض کی قوت کا
لحاظ کرنا چاہئے نہ کہ اپنی قوت کا۔ یہی
مطلب نبویؐ ہے۔ دیکھئے حضرت موسےٰؑ
اور ہارونؑ کو فرعون کے پاس بھیجا جا
رہا ہے اور کہا جا رہا ہے" اذهبا
الى فرعون انه طغى "(تم فرعون کے
پاس جاؤ اس نے سرکشی کا رویہ اختیار کیا
ہے) لیکن ہدایت کی جا رہی ہے کہ
اس کے قوت ہضم کا لحاظ رکھا جائے
اور ایسی خوراک نہ دی جائے جس
کو برداشت نہ کر سکے۔ فقولا له
قولا لينا لعله يتذكر او يخشى۔
(اس سے نرمی سے بات کرنا، شاید وہ
سوچے یا اس کے دل میں خوف پیدا ہو)

جب حجاز مقدس میں شکری پاشا کے
زمانہ میں جنگ ہوئے اور رسد و غلہ نہ
آسکنے کی وجہ سے اہل مدینہ کو مدینہ سے
شام چلے جانے کا حکم ہوا تو اس وقت
مدینہ کی آبادی بہت مختصر رہ گئی تھی۔
۵۰۔۔۶۰ آدمی مسجد نبوی میں نماز کے
وقت ہوتے تھے۔ انہیں لوگوں میں ہمارے
خاندان کے بھی ایک بزرگ تھے۔ ایک
دن مسلسل فاقہ کی وجہ سے جان بلب
ہوگئے۔ اور نقاہت سے بیہوش ہو گئے
ڈاکٹر آیا تو اس نے کہا۔ کہ ان کو ہرگز
غذا نہ دی جائے ورنہ یہ مرجائیں گے
اس نے کپڑا تر کرکے ان کے منہ میں
پانی کے چند قطرے ٹپکائے، پھر پھل کا
تھوڑا سا رس دیا۔ اسی طرح تدریجاً غذا
پہنچائی، یہی حال روحانی اور اعتقادی مریض
کا ہوتا ہے کہ اس کو تدریجی طور پر
دینی خوراک دی جاتی ہے۔ مناظرہ میں
ان باتوں کا لحاظ نہیں ہوتا۔ اس لئے
ان سے ہدایت نہیں ہوتی۔ مجھے مناظرہ
سے بالکل مناسبت نہیں۔ بعض لوگ فخریہ
کہتے ہیں کہ حریف کو دندان شکن جواب
دیا۔ ایک صاحب نے ایسا ہی کہا تو
میں نے کہا کہ پھر وہ بیچارہ کھائے گا کیسے
آپ نے تو دانت توڑ ڈالے۔

غیر مسلموں کو بھی اسلام کی دعوت
دینے میں قرآن ایسے ہی اسلوب اختیار
کرتا ہے کہ سلیم الطبع اور منصف مزاج
غیر مسلم بھی اس سے انکار نہیں کر سکتے۔
مثلاً یہود و نصاریٰ کو خطاب کرکے
کہا گیا ہے:۔

يا اهل الكتاب تعالوا الى
كلمة سواء بيننا و بينكم
ان لا نعبد الا الله ولا نشرك
به شيئا و لا يتخذ بعضنا
بعضا اربابا من دون الله ——

اے اہل کتاب آ جاؤ ایک ایسی
بات پر جو برابر ہے ہم میں اور تم
میں (یعنی اصولی طور پر وہ مسلمان میں
سے ہے۔) یعنی یہ کہ اللہ کے سوا ہم
کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں اور
ہم میں سے کوئی کسی کو اپنا رب نہ
بنائے سوائے اللہ کے۔

اب اس میں کون سا جزو ہے
جس کا کوئی عقلمند اور حق پرست انکار
کر سکے۔

ایک مرتبہ حیدرآباد میں ایک
آریہ سماجی بڑے زور کی تقریر کر رہا
تھا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ توحید کا قائل
ہے اور رسالت کا منکر، وہ کہتا ہے
کہ رسالت کی بالکل ضرورت نہیں۔
بندے اور خدا کے درمیان کسی
کو حائل ہونے کا حق نہیں۔ میں نے
اپنے ایک ساتھی کو تیار کیا۔ انہوں نے
تقریر شروع کی اور کہا کہ پنڈت جی
بالکل صحیح کہتے ہیں۔ واقعی بندے اور
خدا کے درمیان کسی کو حائل ہونے کا
حق نہیں۔ بندہ جانے اور خدا جانے
اس پر مسلمان سامعین بڑے متعجب
ہوئے اور گھبرائے۔ لیکن انہوں نے اس
کے بعد کہا کہ پنڈت جی تو صحیح کہتے
ہیں لیکن ایک مصیبت ہے کہ ہزاروں
لاکھوں آدمی رسالت نبوت کی ضرورت
کے قائل ہیں اور اس کے پکے معتقد
ہیں۔ اب خدا خود ہی آئے اور ان
کو سمجھائے، خدا ہی ان کا اطمینان کرائے
تو ان کے اطمینان ہو، کسی کو بیچ میں
پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس پر پنڈت
جی بھی خاموش ہو گئے اور سناٹا چھا گیا۔

فرمایا —— "فرائض دینی کو عادت
کے طور پر نہیں عبادت کے طور پر
کرنا چاہئے۔ عادت کے طور پر کیا تو
روزمرہ کی غذا اور طبیعت کا تقاضا
بن گیا۔ اس پر ملا جی (ملا حسن علی) نے
کہا کہ میں تو نماز عادت کے طور پر
پڑھتا ہوں اس کو عبادت کیسے بناؤں؟
میں نے کہا عبادت جب بنے گی جب
اس کا (اخروی) فائدہ اور نقصان
سامنے ہو۔ آپ دوپہر کو میٹھی نیند
سو رہے ہوں، نیند کا غلبہ ہو۔ ادھر
ڈاکیہ آواز دے کہ منی آرڈر لیجئے۔
آپ کو معلوم ہے کہ اگر آپ نے الکسی
کی تو ڈاکیہ چلا جائے گا اور منی آرڈر
واپس جائے گا یا کل ملے گا۔ آپ نیند
قربان کرکے اٹھتے ہیں اور منی آرڈر
وصول کر لیتے ہیں۔ یہی حال نماز کا
ہے کہ کیسی ہی میٹھی نیند سو رہے ہوں،
سردی میں لحاف اوڑھے ہوئے ہوں،
منہ نکالنے کو جی نہ چاہتا ہو، لیکن
فجر کی اذان ہو، نماز کے فائدے پر
یقین اور نہ پڑھنے پر جو سزا ہے اس
پر اعتقاد ہے۔ آپ نیند قربان کرتے
ہیں اور سردی میں وضو کرتے ہیں، بس
یہی عبادت کی روح ہے۔

رمضان کی آمد ہوئی تو میری فرمائش و
درخواست پر مولانا عبدالرشید صاحب مسکین
نے میرے گھر میں رمضان کے فضائل و
آداب پر وعظ فرمایا۔ جب وہ فارغ
ہوئے تو میں نے کہا رمضان کا حق
صرف رمضان میں ادا نہیں ہوتا، اس
سے پہلے اس کا استقبال، اس کا ذوق
شوق اور اس کی تیاری چاہئے۔ مکان
کی تعمیر کا سلسلہ بنیاد سے شروع ہوتا
ہے۔ جتنا بڑا اور اونچا مکان بنانا ہوتا
ہے اتنی ہی نیو گہری کھودی جاتی ہے۔
اگر کوئی کسی مکان کی نیو کھود رہا ہو
اور اس کو مضبوط بنا رہا ہو اور کوئی
کہے کہ مکان کو تو سطح زمین پر کھڑا
ہونا ہے یہ زمین کے اندر کیا کاروائی
کی جا رہی ہے؟ تو کیا اعتراض صحیح ہوگا؟
اسی طرح رمضان کی تیاری رمضان
سے پہلے ہونی چاہئے۔ رمضان شروع
ہونے کے بعد اس کے دن گننا اور
اس کے روزوں کا حساب لگانا کہ اب
اتنے رہ گئے ہیں بڑی ناقدری ہے۔
میں حیدرآباد میں سنتا تھا کہ لوگ
رمضان شروع ہونے کے بعد سے حساب
شروع کر دیتے تھے۔ کہتے تھے۔ کہ
"وہ رواں، وہ دواں، وہ پراں"
یہ رمضان کی قدر نہ ہوئی

بعض لوگ کبھی کسی شیخ اور بزرگ
کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تقریر: مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی
تحریر: محمد عثمان غنی، بی، اے

(۴)

میں عرض یہ کر رہا تھا۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا حضرت موسیٰؑ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں تو یہودیوں نے اس ٹیلے کی کھدائی شروع کی لیکن ابھی تک وہ کامیاب نہیں ہو سکے کہ موسیٰ علیہ السلام کی قبر بتا سکیں۔ تو جو اپنے نبی کی قبر نہ بتا سکیں وہ اپنے نبی کا حال کیا بتا سکیں گے؟ عیسائیوں سے پوچھئے، عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو جب صلیب لگایا یہودیوں نے (قرآن مجید تو اس کی نفی کرتا ہے) مَا قَتَلُوْہُ وَ مَا صَلَبُوْہُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ آگے فرمایا۔ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۔ عیسائی کہتے ہیں کہ یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب لگایا، صلیب لگاتے وقت۔ (اُن کی انجیل بازاروں میں بکتی ہے دو دو پیسے میں، اس کو پڑھ کر دیکھ لیجئے)۔ عیسیٰ علیہ السلام پر ساری زندگی میں بارہ آدمی ایمان لائے ــــ بارہ حواری ــــ بارہ میں سے ایک تھا یَهُوْدَا جس نے عیسیٰ علیہ السلام کو تیس کھوٹے روپے لے کر پکڑوا دیا۔ پیچھے گیارہ تھے وہ بھی بھاگ گئے (اسی انجیل میں لکھا ہے دیکھ لیجئے، جو بازاروں میں بکتی ہے) چنانچہ جب حضرت مسیح ابن مریمؑ کو (انجیل کی روایت کے مطابق) صلیب لگانے لگے تو انہوں نے کہا ایلی ایلی لما سبقتنی او خدا! تو نے مجھے کیوں اکیلا چھوڑ دیا؟ تو جس نبی کے پاس امت ہے ہی نہیں اس کے حالات کون ضبط کرے گا؟ یوحنا، متی سب پیچھے گذرے ہیں۔

آیئے! شان دیکھئے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ امام الانبیاء جب خطبہ پڑھتے حجۃ الوداع کا، آخری خطبہ، اُس میں کتنے لوگ ہیں؟ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابی (کچھ دو چار کم و بیش بھی ہو سکتے ہیں)۔ صحابی۔ صحابی کسے کہتے ہیں؟ جس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُسے کہتے ہیں صحابی ــــ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ موجود ہیں حجۃ الوداع میں جہاں حضورؐ نے آخری تقریر فرمائی۔ آپؐ نے چند کلمات فرمائے، ارشادات فرمائے۔ اور دنیا میں اس وقت تک اسلام کہاں تک پھیلا تھا؟ دس لاکھ مربع میل کے واحد مالک تھے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ــــ میں پوچھتا ہوں دنیا میں آپ دوست لکھے پڑھے ہیں بتا دیجئے کوئی نظریہ کسی تھیوری پیش کرنے والے کی زندگی میں یوں پنپا ہے؟ مارکس آیا اُس نے نظریہ پیش کیا لینن نے اُسے ذرا ترقی دی اور سٹالن کے زمانے میں وہ پروان چڑھا۔ لیکن امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ایک نظریہ پیش کرتے ہیں، وہ نظریہ کیا ہے؟ انسانی خواہشات کے بالکل مقابل، متضاد۔ ایک زانی آتا ہے۔ فرمایا اسلام کے بعد زنا چھوڑنا پڑے گا۔ ایک شرابی آتا ہے، فرمایا اسلام قبول کرو گے؟ اسلام کے بعد شراب چھوڑنی پڑے گی، ایک چور آتا ہے۔ فرمایا اسلام لاؤ گے؟ اسلام کے بعد چوری چھوڑنی پڑے گی ــــ بالکل متضاد نظریہ۔

حضرت عمران ابن حصین فرماتے ہیں (حصین ان کے والد کا نام ہے) حضرت عمران حضورؐ کے صحابی ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرشتے ان سے آ کر ملا کرتے تھے لوگوں کے سامنے مدینہ منورہ میں۔ حضرت عمران کے پاس فرشتے آتے تھے اور لوگوں کے سامنے ان سے ملتے تھے (یہ ان کے حالات میں موجود ہے) ان کے والد حصین ہیں وہ سات خداؤں کو مانتے تھے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ اللہ کے نبیؐ! میں کچھ دین کی باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا "کرو"۔ باتیں چلیں تو آپ نے پوچھا "حصین! کتنے خداؤں کو مانتے ہو؟" عرض کی "اللہ کے نبی سات"۔ فرمایا "سات کیسے بنا لئے؟" تو عرض کیا "ایک دائیں طرف کا، ایک بائیں طرف کا، ایک آگے کا، ایک پیچھے کا، ایک اوپر کا، ایک نیچے کا۔ چھ تو یہ ہو گئے ــــ اور ساتواں ان کا ہیڈ (HEAD) ــــ چیئرمین ان کا۔ سات خدا مانتا ہوں" فرمایا۔ "اچھا پھر بات بن گئی۔ (امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی پیاری شان ہے۔ فرمایا کہ "حصین! ان ساتوں میں سے تمہیں اچھا کون لگتا ہے ــــ اور ڈرتے زیادہ کس سے ہو ــــ؟" "اُس ساتویں سے مجھے ڈر بھی لگتا ہے اور سب سے زیادہ اچھا بھی لگتا ہے"۔ فرمایا "تم ان چھ کو رخصت کر دو اور ساتویں پر ایمان لے آؤ، اگر تم ایمان لے آؤ گے تو تمہیں ایک کلمہ میں وہ بتاؤں گا کہ تمہارے لئے دنیا اور دین کی سب نعمتوں سے زیادہ بہتر ہو گا"۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا تھا۔ نبی بات کہے اور سننے والا سچے دل سے آئے۔ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ط تو وہ کیسے خالی جا سکتا ہے؟ حصین نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط پڑھا اور عرض کی حضورؐ! اب وہ کلمہ فرمائیں۔ فرمایا۔ (آپ بھی سن لیجئے) فرمایا وہ کلمہ یہ ہے، وہ دعا یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَ اَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ۔

آج ہم کہتے ہیں نا، ملے گا کیا؟ نماز پڑھیں گے تو ملے گا کیا؟ آج دماغ اتنا مادہ پرست ہو چکا ہے۔ دولت پرست ہے مسلمان ــــ نماز میں بھی ڈھونڈتا ہے ملے گا کیا؟ سارا ذخیرۂ احادیث دیکھ لیجئے۔ کسی صحابی نے حضورؐ سے یہ شکایت نہیں کی کہ میرے گھر دانے نہیں ہیں، میرے گھر آٹا نہیں ہے، میرے پاس پیسے نہیں ہیں ــــ صحابیہ کسی نے کی ہو گی، عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں یا کمزور فطرت ہوتی ہیں یا ایک دو صحابیوں نے

کوئی بات کی ہوگی جیسے کہ حدیثوں میں آتا ہے کہ ایک صحابی جہاد پر تشریف لے گئے اُن کے گھر آٹا نہیں تھا۔ آٹا کہاں تھا؟ قرآن تو فرماتا ہے لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ط اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ۔ یعنی صحابہؓ کی شان یہ تھی کہ وہ فقیر تھے۔ قرآن نے ان کو "فقیر" کہا —— (لِلْفُقَرَآءِ) اور فقیر کسے کہتے ہیں؟ جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ فقیر اور مسکین میں فرق ہے۔ مسکین وہ ہے جو اتنا کمائے جو اس کی روٹی نہ پوری کر سکے۔ دو روپے کماتا ہے چار روپے اس کا خرچ ہے۔ یہ مسکین ہے۔ فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ فقر۔ خالی ہاتھ والا۔ جس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ قرآن مجید نے صحابہؓ کو "فقیر" فرمایا۔ تو وہ صحابی جہاد پر تشریف لے گئے۔ پیچھے جو تھوڑا سا آٹا تھا وہ ختم ہو گیا۔ بیوی پھر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی "اللہ کے نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے خاوند تو جا چکے ہیں جہاد کو اور گھر میں آٹا وغیرہ ختم ہے، کچھ بھی نہیں ہے۔" فرمایا۔ قرآن آتا ہے؟" (آج مسلمان قرآن کے ساتھ مذاق کرتا ہے) فرمایا۔ قرآن آتا ہے؟" "حضورؐ! کیوں نہیں آتا؟ آپؐ کی امت میں سے ہوں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتی ہوں تو قرآن نہیں آتا ہوگا؟" فرمایا "جاؤ صبح کے وقت قرآن پڑھا کرو اور چکی چلایا کرو۔ آٹا نکلتا رہے گا (حدیثوں میں ہے) صبح کے وقت قرآن پڑھا کرو چکی چلایا کرو۔ آٹا نکلتا رہے گا۔ جو اللہ مٹی کے ڈھیلے سے گندم نکال سکتا ہے وہ پتھر سے نہیں نکال سکتا؟ یہاں سے کون نکالتا ہے؟ میں نکالتا ہوں؟ تم نکالتی ہو؟ اللہ ہی نکالتا ہے۔ جو اللہ گائے کے تھنوں سے دودھ نکال سکتا ہے وہ پتھر سے پانی نہیں نکال سکتا؟ کیوں نہیں نکال سکتا؟ یہ ویسے غلط لوگ نیچر نیچر کہتے رہتے ہیں۔ یہ نیچر کیا بلا ہے؟ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ۔ خدا جو چاہے کر سکتا ہے۔ چنانچہ وہ گئیں اپنے گھر۔ جتنے دن تک خاوند گھر نہیں آیا۔ وہ صبح کے وقت چکی پیستی رہتیں اور قرآن پڑھتی رہتیں۔ آٹا نکلتا رہتا۔

آج بھی نکلتا ہے۔ میرا یقین ہے کہ قرآن پڑھنے والا کبھی بھوکا نہیں رہتا۔ قرآن جو پڑھے گا کبھی بھی بھوکا نہیں رہے گا۔ جس نے خدا کے ساتھ تعلق پیدا کر لیا، قرآن مجید جس نے حاصل کر لیا وہ کبھی بھوکا نہیں رہے گا۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ اس کو بلند کریگا۔ حضورؐ کی حدیث ہے۔ عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ قرآن مجید کے متعلق فرماتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ وَیَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیْنَ۔ اللہ اس کتاب پر عمل کرنے والوں کو بلند کریں گے اور اس کتاب کو چھوڑنے والوں کو ذلیل کر دیں گے۔ جو قرآن پڑھتے ہیں وہ ایسی روٹی کھاتے ہیں جو ہمیں نصیب ہی نہیں ہوتی۔ قرآن دیتا ہے روزی آج بھی۔ مسلمان کو یقین نہیں رہا قرآن پر۔

تو وہ چکی پیستی تھی آٹا نکلتا تھا۔ کچھ دنوں بعد میاں صاحب تشریف لائے، جہاد سے واپس آئے، بیٹھے —— پوچھا، جب میں گیا تھا تو کچھ چھوڑ کر نہیں گیا تھا۔ تو نے کیا کیا؟ گذارہ کس طرح کیا؟ وہ مائیں اور وہ عورتیں بڑی خوش نصیب تھیں (اللہ آپ کو بھی مجھے بھی ایسی بیویاں نصیب کرے۔ ایسی مائیں ہمیں نصیب کرے جو مائیں بچوں کو بھی تربیت دیں —— یہ سب عبرت ہے) بیوی نے عرض کیا کہ میں یوں حضورؐ کے پاس گئی اور حضورؐ نے یہ فرمایا۔ اُس نے کہا اچھا میرے سامنے پڑھو۔ خاوند نے تجربہ شروع کیا۔ وہ جب چکی پیسنے لگی تو آٹا نکلا۔ اُس نے جب اوپر والا پُڑ اٹھایا تو نیچے کچھ نہیں تھا۔ کہا اب پھر چلاؤ۔ پھر چلایا تو آٹا بند ہو گیا۔ وہ دوڑتی دوڑتی حضورؐ کے پاس آئی کہ اللہ کے نبیؐ! وہ تو آٹا بند ہو گیا۔ قصہ سارا بیان کیا۔ فرمایا خدا کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر یہ پُڑ نہ اٹھاتے تم اور جب تک تم چکی پیستی رہتیں آٹا نکلتا رہتا —— تم نے خدا کے راز کو فاش کر دیا ——

یعنی میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ صحابہ کا کتنا بڑا ایمان تھا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر، صحابیہ کا یہ ایمان؟ کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم جو ارشاد فرمائیں اس پر عمل پیرا ہیں۔

میں عرض کر رہا تھا کہ صرف ایک دو واقعات ایسے ہیں باقی کبھی کسی صحابی نے حضورؐ کے پاس جا کر یہ نہیں کہا کہ آپ ہمارے لئے یہ کریں، آپ ہمارے لئے وہ کریں۔ قرآن نے اسی لئے ان کو کہا۔ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ط صحابہ فقیر ہیں جن کے پاس کچھ نہیں تھا۔ جن کے پاس دولت نہیں تھی، جن کے پاس مال نہیں تھا —— صرف ایک غرض تھی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع۔ سارا دن بھوکے رہتے تھے۔ راتوں کو بھی بھوکے رہتے تھے لیکن امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو نہیں چھوڑا۔ وہ جانتے تھے کہ یہ خدا کے رسول ہیں۔ باقی سب کچھ مل سکتا ہے —— میں سیرت اور صورت کا فرق عرض کر رہا ہوں —— وہ جانتے تھے کہ پانی بھی مل سکتا ہے، روٹی بھی مل سکتی ہے، کپڑے بھی مل سکتے ہیں، ہر ایک چیز باہر سے مل سکتی ہے، لیکن نورِ ایمان؟ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بغیر نہیں مل سکتا۔

حضرت ابوہریرہؓ کے متعلق ہے —— حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ میں کئی دن تک بھوکا رہا، کھانے کو کچھ نہیں تھا، میں منبرِ رسولؐ کے پاس لیٹا رہتا تھا اور لوگ میرے اوپر سے گذر جایا کرتے تھے —— اصحاب صفہ میں ہیں حضرت ابوہریرہؓ —— ستر طالب علم تھے حضورؐ کی یونیورسٹی کے، ستر صحابہ۔ جو حضورِ انور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پہلی یونیورسٹی یا مدرسہ ہے اس کے ستر صحابہ ہیں طالب علم جن کو کہتے ہیں اصحاب صفہ۔ جو میرے بزرگ مدینہ منورہ جا چکے ہیں۔ انہوں نے دیکھا ہوگا کہ امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دربارِ مقدس کے بالکل سامنے ایک چبوترہ ہے اس کو چھلانگ لگا کر آدمی اندر جا سکتا ہے اس کو کہتے ہیں صُفّہ۔ صُفّے کا معنی چبوترہ —— یہ مدرسہ ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا، جس میں ستر صحابہ ہر وقت زیرِ تعلیم رہتے تھے۔

یہ الزام ہے کہ حدیثیں بعد میں بنائی گئیں۔ نبی دنیا میں آئے اور نظام نہیں لائے؟ ستر صحابہ ہر وقت زیرِ تعلیم رہتے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم بھوکیں گذارتے تھے لیکن ہر

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

تقریر

حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی

۲

کفر سے مصالحت

مولانا نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ اپنا بھید کسی غیر پر ظاہر نہ کریں اور کافروں پر بھروسہ نہ کریں۔ کیونکہ وہ مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ تاریخ اسلام اس امر کی شاہد ہے کہ جب تک مسلمانوں نے خود پر بھروسہ کیا۔ اور اسلام کی ملت واحدہ کی حیثیت قائم رہی دنیا میں مسلمانوں کی بڑی بڑی ریاستیں قائم ہوگئیں۔

مولانا نے کہا کہ ایمان کی خاصیت اور کفر کی خاصیت قیامت تک تبدیل نہیں ہوسکتی۔ اگر کفر ایمان پر یا ایمان کفر پر مہربان ہوجائے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ کفر کفر نہیں رہا۔ اور ایمان اپنے مقام پر قائم نہیں رہا۔ انہوں نے کہا کہ آج کے دور میں مسلمانوں میں کفر سے مصالحت کی عادت پیدا ہوگئی ہے۔

تعلیم جدید سے ہوا کیا حاصل
جب کفر کے ساتھ جنگجوئی نہ رہی

مولانا نے کہا کہ کافر کی باتوں میں مسلمان کے لئے اتنا بغض نہیں ہوتا جتنا مسلمان کے خلاف اس کے دل میں ہوتا ہے انہوں نے کہا کہ جب دو مسلمان آپس میں لڑتے ہیں۔ تو کافر کے دل میں ایک مسلمان کی مدد کرنے کے لئے پیٹ میں درد ہونا شروع ہوجاتا ہے۔ انہوں نے اس سلسلہ میں حضرت امیر معاویہ اور حضرت علیؓ کی مثال دی اور کہا جب دونوں کی فوجیں صفین کے میدان میں ایک دوسرے کے مقابلہ میں کھڑی تھیں۔ تو حضرت امیر معاویہؓ کو قیصر روم کا خط ملا۔ جس میں امیر معاویہؓ سے پوچھا گیا تھا۔ کہ میں آپ کی مدد کرسکتا ہوں امیر معاویہؓ نے جواب میں لکھا۔ او نصرانی کتے اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ تو اسلام کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ تو یاد رکھ اگر تو نے علیؓ پر حملہ کیا تو میں اور علی مل کر تیرا مقابلہ کریں گے۔ اور علی کے لشکر سے تیرے مقابلے میں نکلنے والا پہلا سپاہی امیر معاویہ ہوگا۔

وطنیت کا تصور

مولانا نے اپنی تقریر میں وطنیت کے تصور پر سخت تنقید کی اور کہا کہ اسلام وطنیت کے تصور کے خلاف ہے انہوں نے کہا کہ ایک زمانہ تھا۔ جب ترکی، شام، مصر، حجاز، فلسطین اور اردن پر ترکوں کی خلافت عثمانیہ قائم تھی اور مسلمان زبان رنگ، رسم و رواج اور نسل کے اختلاف کے باوجود مذہب کی بنیاد پر متحد تھے۔ خلیفہ کا نام سن کر ہی غیر مسلم کانپ جایا کرتے تھے ۱۹۱۴ء میں پہلی جنگ عظیم میں ترکوں نے جرمنی کا ساتھ دیا جرمنی کو شکست ہوئی تو اتحادیوں نے ترکوں پر بھی غلبہ پالیا خلافت ختم کردی گئی۔ انگریزوں نے شام مصر، عراق، حجاز اور فلسطین کے مسلمانوں کو ورغلانا شروع کردیا۔ کہ تمہاری زبان تمہاری تہذیب۔ تمہارا رنگ اور نسل ترکوں سے مختلف ہے پھر تم کیوں ترکوں کے تابع ہو۔ اور ان کی خلافت کو تسلیم کرتے ہو۔ مسلمان انگریز کی اس چال کو نہ سمجھ سکے اور انہوں نے علیحدہ علیحدہ وطن قائم کرلئے وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ

مجھ تک کب اس کی بزم میں آتا تھا دور جام
ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں

اسرائیل کا قیام

اسرائیل کے قیام کی تاریخ بیان کرتے ہوئے مولانا نے بتایا کہ جب ترکوں کی خلافت ختم تو اس وقت فلسطین میں سات لاکھ افراد آباد تھے۔ جن میں چھ لاکھ مسلمان اور ایک لاکھ غیر مسلم تھے۔ جن میں سے بیشتر یہودی تھے۔ عیسائی قوم نے یہودیوں پر مہربانی کی اور انہوں نے دوسرے ممالک سے یہودیوں کو لاکر آباد کرنا شروع کردیا۔ مولانا نے کہا کہ اگرچہ عیسائی یہودیوں کو اپنے پیغمبر کا قاتل سمجھتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے یہودیوں پر مہربانی کی اور اسی مہربانی کی وجہ اسلام کے ساتھ دشمنی کرنا تھا۔

مشنری سکول

مولانا نے بتایا کہ یہودیوں نے ترکوں سے اپنا صرف ایک سکول قائم کرنے کی اجازت حاصل کی تھی۔ اور یہی وہ سکول تھا۔ جس میں انہوں نے اپنی قوم کو تربیت دی اور جس کے نتیجہ میں اسرائیل قائم ہوا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں بھی غیر ملکی مشنری سکول قائم ہیں۔ اور میں ایمان سے کہتا ہوں کہ وہ ملک کے مفاد کے خلاف سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ مولانا نے کہا جب میں چین کے دورے پر گیا تو میں نے پوچھا کہ کیا یہاں کوئی سینٹ میری یا سینٹ جوزف سکول بھی کام کر رہا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے ایسے تمام سکولوں کا بوریا بستر باندھ کر رخصت کردیا ہے۔ ہم نے انہیں کہہ دیا تھا کہ ہماری قوم کو کس قسم کی تربیت دی جانی چاہیئے۔ یہ ہم جانتے ہیں۔ تم نہیں جانتے مولانا نے کہا کہ لندن میں کسی غیر ملکی کو مشنری سکول قائم کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ لیکن یہ فخر ہمارے ملک کو حاصل ہے۔ کہ یہاں بہت سے غیر ملکی مشنری تعلیمی ادارے اور انجمنیں قائم ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہماری قوم کے بچوں کو انجیل کی تعلیمات کا تو علم ہوتا ہے۔ لیکن قرآن کریم کے بارے میں واقفیت نہیں ہے۔

بچپن اور بڑھاپا

مولانا نے بتایا کہ جب پاکستان کو قائم ہوئے چند سال ہوئے تھے۔ اور لوگ اعتراض کرتے تھے۔ کہ مذہب کی ترویج و ترقی کی طرف خاص توجہ نہیں دی جاتی تو سرکاری حلقوں کی طرف سے کہا جاتا تھا۔ کہ پاکستان ابھی نوزائیدہ ملک ہے مولانا نے کہا کہ پہلے تو پاکستان کے بچپن کا زمانہ ختم ہونے میں نہیں آتا تھا۔ اور اب بچپن کے بعد بڑھاپے کے آثار پیدا ہونے شروع ہوگئے ہیں۔

سنبھالی ہوش تو مرنے لگے حسینوں پر
ہمیں تو موت ہی آئی شباب کے بدلے

مولانا نے کہا کہ نئی نسل کو پرانی نسل کے مقابلے میں مذہب سے بہت کم واقفیت ہے مولانا نے پبلک سروس کمیشن کی حالیہ رپورٹ کا بھی ذکر کیا جس میں کہا گیا تھا کہ پی۔ سی۔ ایس افسروں اور نئے گریجوئیٹوں کی اکثریت اسلام اور اسلامی تاریخ سے ناواقف ہے۔

اللہ کے نام سے

مولانا نے کہا کہ اگرچہ ہمارے حکمران متقی اور

پرہیزگار نہیں تھے۔ لیکن جب ستمبر ۱۹۶۵ء میں بھارت نے پاکستان پر حملہ کیا تو ہم نے جنگ کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور کلمہ طیبہ سے کیا تھا۔ جرائم ہونے بند ہوگئے تھے ہر شخص اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوگیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے بھارت کو جو ہم سے آٹھ گنا بڑا ملک ہے۔ شکست فاش دے کر اپنے ملک کا نام دنیا میں روشن اور اسلام کا سر اونچا کردیا ہے۔ لیکن مشرق وسطیٰ کی حالیہ جنگ عربوں نے عرب قومیت کے نام سے شروع کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کے بھی آداب ہوتے ہیں۔ کثرت تعداد سے اللہ تعالیٰ کی نصرت اور امداد نہیں کی جا سکتی۔ مولانا نے کہا کہ جنگ بدر اور جنگ احد میں مسلمانوں کی تعداد کافروں سے کم تھی۔ لیکن چونکہ مسلمانوں نے یہ جنگ اللہ کے نام سے شروع کی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں کامیابی عطا فرمائی لیکن اس کے برعکس جنگ حنین میں مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار اور کافروں کی تعداد چار ہزار تھی۔ ایک مسلمان نے کہا تھا۔ کہ آج ہماری تعداد کافروں سے زیادہ ہے لہذا ہمیں کوئی شکست نہیں دے سکتا اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہ آئی اور مسلمانوں کو شکست ہوئی مولانا نے کہا۔ کہ جنگ میں کامیابی کا انحصار اس بات پر ہے۔ کہ مسلمانوں کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا برتاؤ ہے۔

مسلمانوں کے تین محاذ مولانا نے بتایا۔ کہ اس وقت دنیا کے مسلمانوں کو تین محاذوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ یہ تین محاذ کشمیر فلسطین اور قبرص کے محاذ ہیں۔ جہاں مسلمانوں، ہندوؤں، یہودیوں، عیسائیوں ...... اور اُن کے حامی بڑی طاقتوں سے برد آزما ہیں۔ مولانا نے کہا۔ کہ جہاں اسلام سے مقابلے کا سوال ہوتا ہے وہاں یہودی عیسائی ہندو اور تمام مشرک طاقتیں اکٹھی ہوجاتی ہیں۔

مولانا نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ کافروں کو سمجھنے کی کوشش کریں...... اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ کرنا چاہیئے کیوں کہ اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ غیر جانبدار ہیں مولانا نے مولانا احمد علی لاہوریؒ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اگر جنگ اللہ تعالیٰ کے لئے نہ لڑی جائے تو اللہ تعالیٰ غیر جانبدار ہوتے ہیں۔ لیکن اگر جنگ اللہ تعالیٰ کے لئے لڑی جائے تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ساتھ ہوتے ہیں مولانا نے اس موقع پر یہ شعر پڑھا ؎

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اسلامی بلاک قائم کیا جائے مولانا نے اس بات پر زور دیا کہ دنیا کے تمام مسلمانوں کو اسلامی بلاک بنانا چاہیئے اور پھر اللہ تعالیٰ کے لئے قدم اٹھانا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں یقیناً فتح و نصرت عطا فرمائے گا۔ مولانا نے فرمایا کہ وطنیت کا تصور خطرناک ہے۔ اور اس سے بچنا چاہیئے۔ انہوں نے کہا۔ کہ اسرائیل کے ساتھ حالیہ جنگ میں اگر عرب قوم پرستی کی بجائے اسلام کا نعرہ لگایا جاتا تو فتح یقیناً مسلمانوں کی ہوتی۔

قبلہ اول کو آزاد کرایا جائے۔ مولانا نے کہا کہ قبلہ اول بیت المقدس کا یہودیوں کے قبضہ میں چلا جانا ایک قومی سانحہ ہے اور اب یہ عربوں کا مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ پورے عالم اسلام کا مسئلہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ تمام دنیا کے مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوکر یہ عہد کریں کہ وہ جب تک بیت المقدس کو آزاد نہ کرالیں گے چین سے نہ بیٹھیں گے۔ مولانا نے حکومت پاکستان سے بھی مطالبہ کیا کہ وہ بیت المقدس کو آزاد کرانے کے سلسلہ میں عملی اقدام کرے اور اس بات کی پرواہ نہ کرے۔ کہ اس وجہ سے اس کے امریکہ، برطانیہ یا روس سے تعلقات خراب ہوجائیں گے۔

بقیہ: یک دو ساعت ....

نے فلاں کی نسبت سلب کر لی، فلاں کو تباہ کر دیا۔ میں کہتا ہوں یہ تو کوئی اچھی بات نہ ہوئی وہ بیچارہ کلمہ پڑھتا تھا، اللہ کا نام لیتا تھا، اس سے بھی گیا۔ بزرگوں کا کام کسی کی طاقت کو خراب کرنا اور کسی کو تباہ کرنا تو نہیں ہے وہ تو عاقبت درست کرتے اور تباہ حال کو سنبھال لیتے ہیں"۔

فرمایا۔ آدمی کی تعریف نہیں، جہاں سے علوم و مضامین آتے ہیں اس کی تعریف ہے۔ کوئی ٹونٹی کی تعریف کرے اور اس کا فیضان بتائے ٹونٹی کہے گی کہ اس وقت آنا جب پانی بند ہو جاتا ہے۔ پھر میرے فیضان کی حقیقت معلوم ہوگی۔ اس وقت اگر اس سے کوئی پانی پینے گیا تو کہے گی میں خود جلی جا رہی ہوں چلو بھر پانی مجھ پر ڈال دو۔ یہی انسان کا حال ہے کہ وہ ہر وقت ایک حال میں نہیں رہتا اور نہ وہ فیضان کا مالک ہوتا ہے۔

ایک بزرگ کا قصہ ہے کہ پانی کے حوض پر بیٹھے وضو کر رہے تھے اچانک پانی میں گر گئے اور غوطہ کھانے لگے۔ بڑی مشکل سے مریدوں نے نکالا اور جان بچی۔

ایک مرید نے ادب سے عرض کیا کہ حضرت فلاں موقع پر دریائے مغرب پر سے گذر گئے اور پاؤں بھی تر نہ ہوا۔ آج چھوٹے سے حوض میں گر گئے اور ہوش نہ رہا۔ فرمایا۔ یکساں حال نہیں رہتا۔ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں ؎

یکے پرسید ازاں گم کردہ فرزند
کہ اے روشن گہر پیر خردمند
ز مصرش بوئے پیراہن شنیدی
چرا در چاہ کنعانش ندیدی
بگفت احوال ما برق جہاں ہست
دمے پیدا و دیگر دم نہاں ہست
گہے بر طارم اعلیٰ نشینم
گہے بر پشت پائے خود نہ بینم
اگر درویش بر حالے بماندے
سر دست از دو عالم برفشاندے

ارشادات

سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ

● آپس میں قطع تعلق نہ کرو۔ بغض نہ رکھو۔ ایک دوسرے پر حسد نہ رکھو اور بھائی ہوکر رہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے۔

● جو شخص اللہ کی محبت کا مزہ چکھ لیتا ہے۔ پھر اس کو طلب دنیا کی فرصت نہیں ملتی۔

تمام امدادی رقوم اپنے مصری اور عرب بھائیوں کی دل کھول کر مدد فرماتے ہوئے صدارتی فنڈ میں پاکستان کے کسی بنک میں جمع کرا کر رسید حاصل کیجئے۔ شکریہ (ادارہ خدام الدین)

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

درسِ قرآن

مرتبہ محمد عثمان غنی بی۔ اے

منعقدہ ۲۵ دسمبر ۱۹۶۶ء

(۴)

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ ابتدائے نبوت میں، جب رسالت کی ذمہ داری نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر ڈالی جاتی ہے تو ہر نبی ...... چونکہ پہلے سے تو وہ تیار نہیں ہوتے۔

مجھے یاد ہے ہم دیوبند پڑھتے تھے اور دورہ میں تھے، چھٹیاں تھیں۔ میں اور میرے ہمراہ چند دوست تھے، اگر وہ مر گئے ہیں تو اللہ اُن کو جنت نصیب فرمائے۔ زندہ ہیں تو اللہ ان کو سلامت رکھے۔ ہم دلی چلے گئے سیر کے لئے۔ تو طالب علموں میں دینی اور علمی باتوں کا جنون ہوتا ہے ہم وہاں پہنچے تو ہمیں کسی نے بتایا کہ یہاں دلی میں ایک آدمی ہے اُس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ ایک نئی بات تھی۔ کہ چلو بھائی "نبی" کو دیکھیں۔ طالب علموں میں ایک جنون ہوتا ہے۔ بس جی ہم چلے گئے۔ چاندنی چوک کے سامنے ایک ادارہ تھا اس میں باہر لکھا ہوا تھا "دارالفلاح" اور اوپر لکھا ہوا تھا "حَیَّ عَلَی الْفَلَاح۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح"۔ ہم چلے گئے۔ طالب علم اندر گئے تو، بڑا لمبا چکر تھا اوپر کی منزل میں — ایک کمرے سے گزرے، دوسرے سے گزرے تو انھوں نے روک لیا کہ بھائی کہاں جاتے ہو؟ ہم نے کہا کہ بھائی! سنا ہے کہ یہاں ایک "نبی" ہیں۔ انھوں نے کہا۔ "ہاں آگے چلے جائیں"۔ اور آگے جب گئے آپ یقین سمجھیں، اس وقت میں باوضو بیٹھا ہوں اور الحمدللہ ہم سب روزے میں ہیں میں غلط نہیں کہہ رہا۔ — وہاں جب ہم گئے، کمرے میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک بالکل سیاہ فام، مردود قسم کا چہرہ چارپائی پر لیٹا ہوا تھا۔ جس نے اپنے اوپر رضائی اوڑھ رکھی تھی۔ جب ہم اندر گئے تو وہ گھبرایا اور اپنے منہ سے رضائی ہٹائی اور پوچھا "کدھر آگئے ہو؟" ہم نے کہا "ہم دیوبند سے آئے ہیں"۔ جب ہم نے دیوبند کا نام لیا تو وہ اور چونک گیا۔ "کیسے آنا ہوا؟ بیٹھئے"۔ ہم نے کہا۔ "بیٹھتے نہیں، ہمیں آپ سے ایک بات پوچھنی ہے۔ سنا ہے کہ آپ نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے"۔ تو کہنے لگا۔ "نہیں، کیا نہیں ہے تیاری کر رہا ہوں"۔ بس ہم نکل آئے۔

تو یہ ہے نبوت، جو لوگ پہلے نبوت کی تیاریاں کرتے ہیں وہ تو اس بات کو مشکل نہیں سمجھتے ہوں گے لیکن جہاں دل میں یہ بات ہی پہلے نہیں ہے۔ وہاں اللہ تعالےٰ کی طرف سے ذمہ داری سونپ دی جاتی تو میرے بزرگو! یہ تو نبوت ہے۔ ولایت بہت بڑی بات ہوتی ہے، قرب جو ہے اللہ تعالےٰ کا، رحمتیں بھی ہیں میرے بزرگو! لیکن اس میں بھی احتیاط کی باتیں ہوتی ہیں ہم نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں جی فلاں ولی صاحب مزے کر رہے ہیں۔ مزے کہاں کرتے ہیں، ان کی روحانی مسرتیں تو ہوتی ہیں لیکن ان کی زندگیاں جو محتاط گذرتی ہیں۔ تقوےٰ کسے کہتے ہیں؟ تقوےٰ کا مفہوم کیا ہے؟ رکاوٹ۔ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ٥ یہ قرآن ہدایت ہے۔ کس کے لئے۔ متقی لوگوں کے لئے۔ متقی کون ہیں؟ تقوےٰ والے۔ تقوےٰ کے معنی؟ پرہیز۔ جن کا ہر چیز سے پرہیز ہے۔ دنیا میں کوئی کتاب ایسی نہیں جو پرہیز سکھاتی ہو۔ دنیا کے سارے دستور اور کتابیں استحصال سکھاتی ہیں، کسی طرح دوسروں کا خون چوسو۔ قرآن بتاتا ہے ہر چیز سے پرہیز کرو۔ ہر چیز سے رکتے رہو تم نہیں سمجھتے۔ میں نہیں سمجھتا اولیاء اللہ کی باتوں کو۔ ان کی راتوں کو جا کر دیکھو، ان کے دنوں کو جا کر دیکھو۔ ان کی خلوتوں کو جا کر دیکھو تو پھر پتہ چلتا ہے کہ ولایت کسے کہتے ہیں۔ — اللہ تعالےٰ کسی نیک ولی کے ساتھ مجھے بھی اور آپ کو بھی کم از کم ایک ہی رات گذارنے کی توفیق عطا فرماتے تو پھر پتہ چل جائے کہ ولایت کسے کہتے ہیں۔ اگر ہم ایک ہی رات کسی ولی برحق کے پاس ٹھہریں تو ہمیں پتہ چل جائے۔ — تم جو دیکھتے ہو ان کے چہروں پر جلال، خوبیاں، مسرتیں۔ وہ ساری راتوں کی عبادتوں کا ذوق ہوتا ہے۔ وہ جو اپنے رب کے سامنے راتوں کو روتے ہیں، اُسی کے سامنے سجدے کرتے ہیں ساری ساری راتیں میرے بزرگو! ان کی لرزاں اور ترساں گذر جاتی ہیں۔ خداوند تعالیٰ کے قرب کی تلاش میں اپنی راتوں کو خرچ کر دیتے ہیں۔ — اللہ تعالےٰ کا قرب رحمت بھی ہے اور اللہ تعالےٰ کا قرب بڑی کڑی آزمائش بھی ہے۔ ذرا سی بے اعتدالی ہو جاتے میرے بزرگو! سینکڑوں سال پیچھے چلا جاتا ہے انسان۔ اس لئے اکابر اولیاء اللہ ہمیشہ محتاط رہا کرتے تھے۔ اُن کے ہاں یہ لمبے قصے نہیں تھے جو ہم نے بنا رکھے ہیں۔ ان کے ہاں یہ کوئی چیز نہیں تھی۔ وہ تو صرف ایک کی کہتے تھے، ایک کی سناتے تھے، صرف ایک سے تعلق لگاتے تھے، رب العالمین عزاسمہٗ کے ساتھ۔

تو نبوت تو الگ رہی، رسالت تو بڑی چیز ہے، ولایت بھی بہت بڑی چیز ہے۔ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جو ہمارے عقیدے کے مطابق سید الاولیاء ہیں۔ یاد رکھو، سید الاولیاء سب ولیوں کے سردار۔ آپؒ کے کلام میں موجود ہے۔ میں تو حضرتؒ کا دل سے خادم ہوں — خادم کیا بلا؟ اُن کے دربار کا تو میں سمجھتا ہوں خاکروب بننا بھی ہمارے لئے شرف ہے۔ بہت اونچی ہستی کے مالک تھے سید الاولیاء سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ ان کا اپنا کلام ہے۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں۔ قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللہِ ط مقامات ہوتے ہیں۔ اللہ جسے نوازے۔ ایک دفعہ انھوں نے فرمایا کہ میرا یہ قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہے۔ بات بڑی ٹھیک ہے حضرت شیخ کے ساتھ تعلق ہو جائے تو پھر عجیب عجیب اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ — یہ سب فیض ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ ولی بھی اسی دربار کے محتاج ہوتے ہیں۔

اس پر پھر علماء نے بحث کی ہے
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
لکھتے ہیں کہ آپ واقعی سید الاولیاء ہیں
لیکن اس سے مراد اُس زمانے کے ولی
ہیں۔ جس زمانے میں حضرت سیدنا شیخ
عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ گذرے ہیں
اس زمانے کے جتنے ولی تھے ان سب
ولیوں کے آپ سردار تھے۔ لیکن یہ
ہو سکتا ہے کہ بعد میں آنے والے
ایسے اولیاء پیدا ہو جائیں جن کا مقام
شیخ سے بھی بلند ہو۔ لیکن ہمارے
قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ
اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ نہیں اس سے
مراد ہر زمانے کے ولی بھی ہو سکتے ہیں
کیونکہ آپ سید الاولیاء ہیں۔ آنے والے
یعنی جو ولی آئیں گے اُن کے بھی سردار ہیں
کون؟ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رح

لیکن شیخ عبدالقادر جیلانی رح کے
متعلق آگے میں بات سناتا ہوں وہ ذرا
سن لیجئے۔ ایک دفعہ خلیفۂ بغداد حاضر
خدمت ہوا۔ توڑا بھرا ہوا لایا پونڈوں
کا۔ اس وقت نوٹ وغیرہ تو نہیں
ہوتے تھے، اشرفیاں تھیں۔ لے جا کر
حاضر خدمت ہوا۔ آپ تشریف فرما تھے
بیٹھا۔ "کدھر بھائی؟" "حاضر خدمت
ہوں حضرت!" "یہ کیا ہے؟" عرض کی
"لنگر کے لئے کچھ پیش کرنا چاہتا ہوں"
فرمایا "مجھے تم نے کیا سمجھ رکھا ہے؟"
حضرت! میں تو حاضر خدمت ہوں، معتقد
ہوں، یہ پیش کرنا ہوں، قبول فرمائیے"
فرمایا "کیا ہے اس میں؟" عرض کی
"حضرت! میں یہ عرض کر رہا ہوں
کہ اس میں پاؤنڈ ہیں، سکہ ہے، ضرب
شاہی کے ساتھ سکہ ہے، پونڈ ہیں سونے
کے" فرمایا "نہیں۔ یہ تو خون ہے۔ میں
خون قبول نہیں کرتا" وہ بڑا پریشان ہوا
کہ خون کہاں ہے؟ (وہ سمجھا نہیں) "خون
نہیں ہے حضرت!" فرمایا "خون ہے، یہ
تو گوشت کے ٹکڑے تم لائے ہو، بوٹیاں
ہیں" خادم کو حکم دیا کہ اس توڑے کو
اٹھاؤ۔ اس نے توڑے کو اٹھایا۔ تو اس
میں سے خون کے چند قطرے نکلے۔ فرمایا۔
کہ تم مجھے کیا سمجھتے ہو؟ غرباء، یتامیٰ،
مساکین کا خون میرے دربار میں پیش
کرتے ہو؟

تو قرب میں انسان جب آ جاتا
ہے رب العالمین کے قرب میں تو
پھونک پھونک کر قدم رکھنے پڑتے ہیں
ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کتنے کتنے
جلسوں میں تشریف لے جایا کرتے تھے
میرے بزرگو! بھوکے آ جایا کرتے تھے
اللہ نے آپ کو بصیرت عطا فرمائی تھی
اس بصیرت کے ماتحت سمجھ لیتے تھے
کہ کیا حلال ہے اور کیا حرام ہے۔
لوگ ان باتوں کو نہیں سمجھتے۔ جسے اللہ
تعالیٰ نوازے نواز سکتا ہے۔ میرے
بزرگو! دنیا کی ہر چیز میں اللہ تعالیٰ
نے قوت حاسہ رکھی ہے۔ وہ سمجھ سکتی
ہے اپنی نیکی بدی کو۔ اولیاء اللہ جنہوں
نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر پختگی
سے عمل کرنے کی کوشش کی ہے کیا ان
کو اللہ تعالیٰ یہ توفیق عطا نہیں فرمائیں گے

(باقی آئندہ)

بقیہ: سیرت النبیؐ

وقت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
کی باتوں کو نوٹ کرتے تھے جو فرماتے
تھے ہم لکھ لیتے تھے۔ ایک دن
بھوک نے بڑا ستایا تو میں راستے
میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ دیکھا تو حضرت
علی کرم اللہ وجہہ تشریف لاتے اور میں
نے اُن سے قرآن کی ایک آیت پوچھی۔
خیال یہ تھا کہ مجھ سے پوچھیں گے کہ
کھانا بھی کھایا ہے کہ نہیں ۔۔۔ دیکھئے
پیاری ادائیں ہیں صحابہ کرام کی) مگر وہ
مجھے جواب دے کر چلے گئے کھانے کے
متعلق نہیں پوچھا۔ تھوڑی دیر میں حضرت
عثمان رض تشریف لاتے۔ ان سے میں نے
قرآن کی ایک آیت کا ترجمہ پوچھا،
معنیٰ پوچھا۔ وہ بتا کر چلے گئے۔ کھانے
کے متعلق نہیں پوچھا۔ حضرت عمر رض تشریف
لائے۔ ان سے بھی میں نے ایک بات
پوچھی۔ انہوں نے بھی ترجمہ اور تشریح
فرمائی اور چلے گئے۔ کھانے کے متعلق
نہیں پوچھا۔ ابوبکر صدیق رض آئے ان سے
بھی میں نے قرآن کی ایک آیت پوچھی۔ وہ
بھی معارف بتا کر چلے گئے۔ کھانے کے متعلق
نہیں پوچھا۔ اتنے میں محب الفقراء
والمساکین، سرتاج الانبیاء والمرسلین جناب
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے۔ آتے ہی میں نے پوچھا کہ حضورؐ!
فلانی آیت کے متعلق ارشاد فرمائیے۔ فرمایا۔
کھانا بھی کھایا ہے یا نہیں کھایا؟ (صلی اللہ
علیہ وسلم) ۔۔۔ ابوہریرہؓ! کھانا بھی کھایا
ہے یا نہیں کھایا؟ ۔۔۔ یہ ہیں شفقتیں۔
آج ہم سیرت کو بیچنے کے لئے پھرتے ہیں،
پڑوسی بھوکا مرتا ہے۔ باپ بھوکا مرتا ہے
بیٹا روٹی نہیں دیتا۔

میرے پاس کیمبلپور میں ایک آدمی آیا۔
اس کا بیٹا تقریباً سات سو روپے ماہوار
لیتا ہے۔ اس کا بوڑھا باپ میرے پاس
آیا اور اس نے مجھے کہا کہ میرا بیٹا
مجھے روٹی نہیں دیتا، گالیاں دیتا ہے۔
کہتا ہے پینتیس روپے ماہوار لو اپنی
روٹی پکا لیا کرو۔ بیٹا سات سو روپے
ماہوار لیتا ہے۔ سات سو ۔۔۔ اور
باپ کو بیٹھک کے ایک کونے میں رکھا
ہوا ہے۔ آج ہمارا یہ حال ہے۔ بیٹا باپ
کو روٹی نہیں دیتا، ماں کو نہیں دیتا۔
غریبوں، مسکینوں کو کون دے گا؟ اور
جس مقصد کے لئے امام الانبیاء صلی اللہ
علیہ وسلم آئے وہ یہ تھا محب الفقراء
والمساکین ۔۔۔

حضورؐ کی حدیث ہے، امام الانبیاء
صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا ہوتی تھی۔
اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِیْ مِسْكِيْنًا وَّ تَوَفَّنِیْ
مِسْكِيْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ
الْمَسَاكِيْنِ۔ میرے اللہ! زندگی میں
بھی مجھے مسکین رکھ، موت میری مسکینی
کی حالت میں فرما۔ اور قیامت میں بھی
مسکینوں میں مجھے اٹھا۔ ہمارے نبی
کی تو یہ دعا ہے اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِیْ
مِسْكِيْنًا۔ میں ہر وقت مسکین رہوں۔ صرف
تیری طرف میرا احتیاج رہے وَ تَوَفَّنِیْ
مِسْكِيْنًا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
جب تشریف لے گئے دنیا سے تو صرف
ایک جوڑا تھا کپڑوں کا اور جس رات
یہ کوکب نبوت، یہ قمر نبوت اس دنیا
سے جا رہے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں
ہمارے گھر میں رات کو چراغ جلانے
کے لئے تیل بھی نہیں تھا۔ لیکن دنیا کو
کیا دیا؟ غریبوں کو مالدار بنایا۔ مسلمانوں
کو حکومتیں دیں، سلطنتیں دیں اور دنیا میں
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ
اللّٰهِ کا نعرہ بلند فرمایا۔ یہ ہے سیرت
امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

(باقی آئندہ)

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر
کا حوالہ ضرور دیا کریں

محمد شفیع عمرالدین خیرپور

انسانیت دوگروہوں میں بٹ گئی ہے

پہلا گروہ ایمان دار بندوں کا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے "حزب اللہ" کے بہترین لقب سے نوازا ہے۔

دوسرا گروہ مخالفان اسلام کا ہے جنہیں "حزب الشیطٰن" کا بدترین لقب ملا ہے۔

دونوں گروہوں کی راہیں الگ الگ ہیں۔ اور انجام پہلے گروہ کا کامیابی اور دوسرے کا ناکامی ہے۔ پہلے کا ٹھکانہ جنت اور دوسرے کا دوزخ ہے۔

حزب اللہ کے خصائل حمیدہ کا نقشہ ذیل کی آیت میں مذکور ہے۔

۱۔ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

(المجادلۃ آیت ۲۲ پ ۲۸)

ترجمہ۔ آپ ایسی کوئی قوم نہ پائیں گے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو۔ اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے۔ اور ان کو اپنے فیض سے قوت دی ہے۔ اور وہ انہیں بہشتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے یہی اللہ کا گروہ ہے۔ خبردار بے شک اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے۔

یعنی۔ (۱) وہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لا شریک لہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ ایمان باللہ کی تکمیل تب ہوتی ہے۔ جب بندہ آنحضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا سچا اور آخری نبی مانے اور اس بات کا یقین کرے۔ کہ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ پر پیغمبری اور نبوت ختم ہوگئی ہے۔

۲۔ وہ اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب باتوں کو بےچون و چرا سچا مانتا ہے۔ قیامت کے دن پر بھی اس کا یقین ہے۔ جس کا مقررہ وقت پر آنا یقینی ہے۔

۳۔ وہ ان لوگوں کو دوست نہیں بناتا۔ جو اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی خلاف ورزی کریں۔ ان کے دلوں میں ایمان اس طرح پختگی کے ساتھ جم جاتا ہے کہ اگر ان کے قریب ترین خویش واقارب قال اللہ وقال الرسول کے مخالف ہوں تو ان سے بھی دور کا تعلق نہیں رکھتے

۴۔ انہیں اللہ تعالیٰ اپنے غیبی نور کی مدد سے صراط مستقیم پر قائم رکھتا ہے۔ اور قال اللہ اور قال الرسول پر عمل کرنے کی بصیرت عطا فرماتا ہے۔

۵۔ انہوں نے ایمان اور اعمال صالحہ کی سیدھی راہ اختیار کرکے اپنے پروردگار کو راضی کر لیا ہے۔ اس رضامندی کا صلہ انہیں جنت اور اس کی نعمتیں ملے گا۔

۶۔ انجام کار کامیابی۔ اور سرمدی سرور ایمان داروں کے لئے ہے۔

(اللّٰھم اجعلنا منھم)

۲۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ

(المائدہ آیت ۵۶ پ ۶)

ترجمہ۔ تمہارا دوست تو اللہ اور اس کا رسول اور ایمان دار لوگ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور وہ عاجزی کرنے والے ہیں۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور ایمانداروں کو دوست رکھے تو اللہ کی جماعت ہی غالب آنے والی ہے۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلامؒ

پچھلی آیتوں میں یہود و نصاریٰ کی موالات اور رفاقت سے مسلمانوں کو منع کیا گیا تھا۔ جس کو سننے کے بعد طبعی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ پھر مسلمانوں کے تعلقات، وداد اور معاملات اور رفاقت کن سے ہونے چاہئیں اس آیت میں تبلایا گیا کہ ان کا رفیق اصلی خدا اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مخلص مسلمانوں کے سوا کوئی نہیں ہوسکتا

کفار کی کثرت اور مسلمانوں کی قلت عدد کو دیکھتے ہوئے ممکن تھا کہ کوئی ضعیف قلب اور ظاہر بیں مسلمان اس تردد میں پڑ جاتا کہ تمام دنیا سے موالات منقطع کرنے اور چند مسلمانوں کی رفاقت پر اکتفا کرلینے کے بعد غالب ہونا تو درکنار کفار کے حملوں سے اپنی زندگی اور بقاء کی حفاظت بھی دشوار ہے۔ ایسے لوگوں کی تسلی کے لئے فرما دیا کہ مسلمانوں کی قلت اور ظاہری بے سروسامانی پر نظر مت کرو۔ جس طرف خدا اور اس کا رسولؐ اور سچے وفادار مسلمان ہوں گے وہی پلہ بھاری رہے گا۔ یہ آیتیں خصوصیت سے حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ کی منقبت میں نازل ہوئی ہیں۔ یہودی قینقاع سے اس کے بہت زیادہ دوستانہ تعلقات تھے۔ مگر خدا اور رسول کی موالات اور مومنین کی رفاقت کے سامنے انہوں نے سب تعلقات منقطع کردیئے۔

مگر ہمارا ازلی دشمن جس نے ہمارے بہکانے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے۔ اور ہمارے پھانسنے کے لئے جھوٹے وعدوں اور فریب کاریوں کا جال پھیلا رکھا ہے۔ وہ ہمیں "اللہ کی جماعت" سے نکالنے پر کمربستہ ہے۔ ہمیں عاقبت اندیش بن کر اس کی چالوں اور فریب کاریوں کے دام سے بچنا چاہئے۔ اور حزب الشیطان کا ممبر نہ بننا چاہئے۔

۱۔ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وقفہ

وَلَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ۔ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَہٗ لِیَکُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ (فاطر آیات ۵-۶ پ ۲۲)

ترجمہ۔ اے لوگو بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ پھر تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے۔ اور تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکہ باز دھوکا نہ دے بے شک شیطان تو تمہارا دشمن ہے سو تم بھی اسے دشمن سمجھو۔ وہ تو اپنی جماعت کو بلاتا ہے۔ تا کہ وہ دوزخیوں میں سے ہو جائیں۔

"یعنی قیامت آنی ہے۔ یقیناً سب کو اللہ تعالیٰ کی بڑی عدالت میں حاضر ہونا ہے۔ اس دنیا کی ٹیپ ٹاپ اور فانی عیش و بہار پر نہ پھولو۔ اور اس مشہور دغا باز شیطان کے دھوکہ میں مت آؤ۔ وہ تمہارا ازلی دشمن ہے۔ کبھی اچھا مشورہ نہ دے گا۔ یہ ہی کوشش کرے گا کہ اپنے ساتھ تم کو بھی دوزخ میں پہنچا کر چھوڑے طرح طرح کی باتیں بنا کر خدا اور آخرت کی طرف سے غافل کرتا رہے گا۔ چاہئے کہ تم دشمن کو دشمن سمجھو اُس کی بات نہ مانو۔ اس پر ثابت کر دو کہ تم مکاری کے جال میں پھنسنے والے نہیں۔ خوب سمجھتے ہیں۔ کہ تو دوستی کے لباس میں دشمنی کرتا ہے۔"

۲۔ یَوْمَ یَبْعَثُہُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا فَیَحْلِفُوْنَ لَہٗ کَمَا یَحْلِفُوْنَ لَکُمْ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّہُمْ عَلٰی شَیْءٍ اَلَآ اِنَّہُمْ ہُمُ الْکٰذِبُوْنَ ۝ اِسْتَحْوَذَ عَلَیْہِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰہُمْ ذِکْرَ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ ہُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

(المجادلہ آیت ۱۷-۱۸ پ ۲۸)

ترجمہ۔ جس دن اللہ ان سب کو قبروں سے اٹھائے گا۔ تو اس کے سامنے بھی ایسی ہی قسمیں کھائیں گے جیسی کہ تمہارے سامنے کھاتے ہیں اور سمجھ رہے ہیں۔ کہ ہم رستے پر ہیں خبردار بے شک وہی جھوٹے ہیں۔ ان پر شیطان نے غلبہ پا لیا ہے۔ پس اس نے انہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے۔ یہی شیطان کا گروہ ہے۔ خبردار بے شک شیطان کا گروہ ہی نقصان اٹھانے والا ہے۔

حاصل یہ نکلا کہ دوسرا گروہ جو شیطانی لشکر کا ہے۔ اس کا انجام خراب ہے۔ اور آخرت کا دردناک دائمی عذاب ان کے لئے ہے۔

۳۔ تَاللّٰہِ لَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰٓی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِکَ فَزَیَّنَ لَہُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَہُمْ فَہُوَ وَلِیُّہُمُ الْیَوْمَ وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝

(النحل آیت ۶۳ پ ۱۴)

ترجمہ۔ اللہ کی قسم! ہم نے تجھ سے پہلے بھی قوموں میں رسول بھیجے تھے پھر شیطان نے لوگوں کو اُن کی بدعملیاں اچھی کر دکھائیں۔ سو

چاہنے والے، آگے بڑھانے والے، حوصلہ بخشنے والے

بزرگ!

احمد ندیم قاسمی

حضرت فیض احمد فیض کی والدہ گرامی کی رسم قل ختم ہوئی اور میں جانے کے لئے اٹھا تو میں نے ایک کرسی پہ شیخ حسام الدین کو بیٹھے دیکھا، پھر مجھے شبہ سا ہوا کہ ممکن ہے یہ کوئی اور بزرگ ہوں کیونکہ رنگ تو ان صاحب کا بھی گورا ہے مگر یہ بالکل زرد ہیں اور شیخ حسام الدین کا چہرہ تو اس عمر میں بھی خون کی چمک سے دمکتا رہتا ہے، ان صاحب کی آنکھوں میں بھی شفقت ہے مگر یہ آنکھیں علالت کی وجہ سے دھواں دھواں سی ہیں جبکہ شیخ حسام الدین کی آنکھیں اس بڑھاپے میں بھی شمعوں کی طرح تاباں رہتی ہیں۔ میں نے ایک صاحب سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں جواب ملا کہ بھئی شیخ حسام الدین صاحب ہیں، مجلس احرار اسلام کے صدر۔ اور ابھی چند ہفتے پہلے میں نے شیخ صاحب کو ایک بزم شعر میں دیکھا تھا کہ سرتا پا صحت مندی کی تصویر تھے اور ہر اچھے شعر پر تڑپ اٹھتے تھے اور وجد میں آجاتے تھے اور شعر کو پہلے اور شاعر کو بعد میں دیکھتے ——— میں بڑھ کر آداب بجا لایا۔ تو میرا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے لیا۔ اور دیر تک اسی عالم میں بیٹھے فرماتے رہے کہ میاں! کبھی کبھی مل لیا کرو تم لوگوں سے ہمیں محبت ہے۔ تم لوگ ہماری قوم کا ذہن اور ضمیر ہو۔ تم لوگوں سے مل کر آج بھی زندہ رہنے کو جی چاہتا ہے وغیرہ وغیرہ! ——— یہ شفقت ان کی عادت میں شامل تھی وہ ان بزرگوں میں سے نہیں تھے جن پر بڑھاپا پیوست بن کر ٹوٹ پڑتا ہے۔ میں نے انہیں جوانی میں نہیں دیکھا مگر جاننے والے بتاتے ہیں کہ عمر نے شیخ صاحب کے مزاج و کردار کا کچھ بھی تو نہیں بگاڑا تھا وہ جیسے جوانی میں تھے ویسے ہی بڑھاپے میں بھی رہے۔ لوگ اپنے بڑوں کی عزت کرتے ہیں مگر شیخ حسام الدین اپنے چھوٹوں کا احترام کرتے تھے۔ ایک اتنے بڑے ایثار پیشہ اور جری قومی رہنما کے سامنے مجھ ایسے شعر کہنے والے اور کہانیاں لکھنے والے کی حیثیت ہی کیا تھی۔ مگر سچی بات ہے میں جب بھی شیخ صاحب سے ملا خوش اعتمادی کی دولت لے کر واپس آیا۔ وہ ہم شاعروں اور ادیبوں کو قوم کا ذہن اور ضمیر کہتے تھے مگر ہم جانتے ہیں کہ وہ ہمیں محض سرگرم کار رکھنے کے لئے ہماری تعریف میں مبالغہ کرتے تھے۔ ایک محفل میں انہوں نے میرے کسی شعر کے سلسلے میں ایسی ہی مبالغہ آمیز تعریف فرمائی تو میں نے گھبرا کر کہا۔ "شیخ صاحب! کانٹوں میں تو نہ گھسیٹئے" اور وہ مسکرا کر بولے "یہ تمہاری مرضی ہے کہ تم نے میرے پھولوں کو بھی کانٹے سمجھا"۔ اب میں مارے ندامت کے سر جھکائے بیٹھا ہوں۔ اور وہ ہنس رہے ہیں اور مجھے تھپکی پہ تھپکی دے رہے ہیں۔ ایسے چاہنے والے، آگے بڑھانے والے، حوصلہ بخشنے والے بزرگ اب کہاں ہیں؟ ایک شیخ حسام الدین تھے۔ سو ۱۲ر جون کی شام کو عید میلاد النبیؐ کے روز انہیں ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا گیا اور مجلس احرار اسلام کے نہایت تابندہ درخشندہ دور کی آخری نشانی بھی ہم سے چھن گئی۔ شاعر نے سچ کہا تھا۔ ؎

پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

(جنگ، کراچی)

داغ فراقِ صحبتِ شب کی جلی ہوئی ——— اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

صدر احرار شیخ حسام الدین کا سانحۂ ارتحال

۲۱ر جون کو چھ بجے صبح مجلس احرار پاکستان کے صدر شیخ حسام الدین واصل بحق ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس وقت ان کی عمر ۷۱ اور ۷۲ برس کے درمیان تھی۔ مرحوم ایک زمانہ سے بیمار چلے آرہے تھے۔ اخر پیمانہ عمر لبریز ہوگیا۔ ۲۰ر جون کی شام کو گھر سے نکلے۔ اپنے ایک دوست کے ہاں گئے لوٹے تو نبض کا توازن ٹوٹ رہا تھا۔ ٹھہری ہوئی بیماری نے قدم اٹھایا۔ ایک بجے شب اعزہ میو ہسپتال میں لے گئے چھ بجے صبح دم توڑ دیا۔ اور اس طرح قربانی و ایثار، جرأت و استقامت اور حوصلہ و اعتماد کا ایک باب ختم ہوگیا۔ شیخ صاحب نے جس دور میں سیاسیات کا سفر شروع کیا۔ اس دور کو اس کا اندازہ ہی نہیں۔ کیا لوگ تھے وہ جو برطانوی استعمار کے خلاف سر پر کفن باندھ کر نکلے تھے اور کیا زمانہ تھا کہ اس آزادی کے حصول کی نیو رکھی گئی۔ شیخ صاحب اس عظیم قافلہ کے برگزیدہ راہنماؤں کی یادگار تھے ان کا وجود ان تحریکوں کا سرمایہ تھا۔ جنہیں اس زمانے کے لوگ پہچانتے ہی نہیں وہ اُن لوگوں میں سے تھے۔ جن کا دل اسلام کے لئے دھڑکتا رہا۔ اب وہ افراد رہے نہ جماعت اور نہ وہ دل ہی رہے کہ دھڑکیں! اس دور میں بہت کچھ ہے۔ لیکن وہ لوگ نہیں جن کے پہلو میں دھڑکتا ہوا دل ہو آزادی کا ولولہ ہی جاتا رہا ہے پرانی قدریں بدل گئی ہیں اور ان کی جگہ جو نئی قدریں پیدا ہوئی ہیں۔ ان کا حدود اربعہ ہی مختلف ہے

سوال شیخ حسام الدین کا نہیں یہ لوگ تو اب جا ہی رہے ہیں۔ ایک آدھ چراغ کسی گمشدہ طاق پر جل رہا ہے۔ تو موت کی صرصر اُسے بھی بجھا دے گی۔ اصل سوال اس روایت کا ہے جس کو ان لوگوں نے اپنے خون جگر سے پیدا کیا۔ اور جس کے اداشناسوں سے یہ زمانہ خالی ہوچکا ہے۔ ان لوگوں کو اسلام نے پیدا کیا یہ لوگ اسلام کے لئے تھے جہاں تہاں اسلام کو گزند پہنچا یہ ماہی بے آب ہوگئے آج اسلام تفسیروں کی زد میں ہے

قیادت کی کلاہ اُن لوگوں کے سر پر بندھی ہوئی ہے۔ جن کی سیاسی پیدائش اتفاقی او حادثاتی ہے جنہیں معلوم ہی نہیں کہ جس آزادی سے وہ متمتع ہو رہے ہیں۔ اس کا خمیر کن لوگوں کے خون سے تیار ہوا تھا؛

زمانہ نیا داستانیں نئی

شیخ صاحب اور ان کے ہمراہیوں کو جس زمانہ سے اب گزرنا پڑا وہ زمانہ ان کے لئے نیا تھا اور وہ اس زمانے کے لئے پرانے تھے دونوں میں سنگم نہ ہوسکا زمانہ کی بے بصری اور ان کی تیز قدمی میں تصادم رہا نتیجۃً سیاسیات کے اس بیاباں میں وہ اجنبی ہوگئے۔ نئی پود کے لئے بھی وہ اجنبی ہی تھے۔ کوئی نہیں جانتا وہ کیا تھے اور اُن کے جنون و شوق کی وسعتیں کہاں تک تھیں۔ ان کا زمانہ پہلے مرگیا انہوں نے بعد میں وفات پائی

(تلخ نوائی میں معاف) ——— آزادی کے بعد اقوام و ملل کے حوصلے صیقل شمشیر ہو جاتے ہیں۔ لیکن ہمارے یہاں حوصلے دولخت ہوچکے بلکہ ان کی خاکستر اُڑ رہی ہے۔ لوگ شراروں سے ڈرتے اور سایوں سے بھاگتے ہیں۔ زمانہ تھا کہ لوگ آگ میں کودتے اور کلمۃ الحق کی پیشوائی کرتے تھے

شیخ صاحب کا بڑا وصف یہ تھا کہ بڑے ہی بہادر انسان تھے۔ پندرہ بیس برس میں ان کا سارا قافلہ منتشر ہوگیا۔ چودھری افضل حق بہت پہلے اللہ کو پیارے ہوگئے چودھری عبدالعزیز بیگووالیہ کو قضا کھا گئی آزادی کے بعد مولانا حبیب الرحمٰن رخصت ہوئے۔ سید عطا اللہ شاہ بخاری کو بلاوا آگیا۔ قاضی احسان احمد جواں مرگ ہوگئے

شیخ صاحب؟ ؎

داغ فراقِ صحبتِ شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

اس گئے گزرے دور میں بھی پرانا دم خم باقی تھا ——— حسین شہید سہروردی کے ساتھ عوامی لیگ میں ہوگئے۔ ایک دن سہروردی نے ان سے کہا۔

”شیخ صاحب“ اسکندر مرزا (تب صدر مملکت)

کو احرار کے بارے میں غلط فہمی ہے۔ میں نے کوشش کی ہے اس کا ذہن صاف ہو جائے لیکن آپ کی اس سے ملاقات مفید ہوگی“

غرض شیخ صاحب اور ماسٹر تاج الدین انصاری ، اسکندر مرزا سے ملاقات کے لئے گورنمنٹ ہاؤس لاہور میں گئے اسکندر مرزا اپنے صدارتی جاہ و جلال کے ساتھ برآمد ہوا اور شاہانہ بے نیازی کے ساتھ فروکش ہوگیا۔ ڈاکٹر خانصاحب صوبہ کے وزیر اعلیٰ ہمراہ تھے۔ سہروردی نے مرزا سے کہا

”وہ لو احرار رہنما، شیخ صاحب اور ماسٹر جی آئے ہیں“

مرزا نے حقارت سے جواب دیا۔!

”احرار؛ پاکستان کے غدار ہیں“

ماسٹر جی ٹھنڈی طبیعت کے مالک، کہنے لگے! غدار ہیں تو پھانسی پر کھنچوا دیجئے۔ لیکن الزام کا ثبوت ہونا چاہیئے۔

اسکندر مرزا نے اسی رعونت سے جواب دیا۔

بس میں نے کہدیا ہے کہ احرار غدار ہیں

ماسٹر جی نے تحمل کا رشتہ نہ چھوڑا۔ لیکن اسکندر مرزا نے سرکش گھوڑے کی طرح پٹھے پر ہاتھ ہی دھرنے نہ دیا

——— وہی ژاژ خائی،

شیخ صاحب نے غصہ میں کروٹ لی۔ مرزا سے پوچھا کیا کہا آپ نے؟

میں نے؟

جی ہاں!

شیخ صاحب کہاں رکتے گورنمنٹ ہاؤس، گورنر موجود، صدر مملکت کی بارگاہ؛ فوراً جواب دیا

احرار غدار ہیں کہ نہیں؟ اس کا فیصلہ ابھی تاریخ کرے گی۔ تمہارا فیصلہ تاریخ کرچکی ہے کہ تم غدار ابن غدار ہو، تمہارے جد امجد میر جعفر نے سراج الدولہ سے غداری کی تھی۔

تم اسلام کے غدار ہو۔

ڈاکٹر خانصاحب نے شیخ صاحب کو آغوش میں لے لیا۔ اور اسکندر مرزا سے پشتو میں کہا ——— میں نے تمہیں پہلے کہا تھا ان لوگوں کے ساتھ شریفانہ لہجہ میں بولنا،

یہ بڑے بے ڈھب لوگ ہیں۔

ظاہر ہے۔ کہ بلی ایک ہی جھٹکے میں سپر انداز ہو جاتا ہے یکایک اس کا لب و لہجہ ہی بدل گیا۔

اور یہ تھے شیخ حسام الدین افسوس کہ جرأت و مردانگی کی تمام تصویریں یکے بعد دیگرے ختم ہوتی جارہی ہیں اللہ تعالےٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کریں۔ آمین۔ شورش کاشمیری

بقیہ صـ۱۶ سے آگے

آج اُن کا وہی دوست ہے۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ)

اب ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہیئے۔ کہ ہم کس گروہ کے ساتھ وابستہ ہیں اگر ہم حزب اللہ کے رکن ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لاتے رہنا چاہیئے اور اس جماعت کے نیک خصائل کو اپنا دستور العمل بنانا چاہیئے اگر بدبختی سے حزب الشیطان کے رکن ہیں۔ تو ہمیں فوراً تائب ہو کر صراط مستقیم پر آجانا چاہیئے۔ جب تک انسان زندہ ہے۔ اسے اپنی حالت سدھارنے کا موقعہ میسر ہے۔ مرنے کے بعد سوائے حسرت وندامت کے کچھ حاصل نہ ہوگا اور اس دنیا میں دوبارہ لوٹنے کی بندہ تمنا کرے گا۔ مگر یہ بات ممکن نہیں دوبارہ دنیا میں لوٹنا نہیں ہوگا

۱۔ وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاکِسُوْا رُءُوْسِھِمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ○ (السجدہ آیت ۱۲ پ۲۱)

ترجمہ۔ اور کبھی تو دیکھے جس وقت منکر اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہوں گے۔ اے رب ہمارے ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں پھر بھیج دے۔ کہ اچھے کام کریں ہمیں یقین آگیا ہے

۲۔ وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ وُقِفُوْا عَلَی النَّارِ فَقَالُوْا یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُکَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا وَنَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ○ بَلْ بَدَا لَھُمْ مَّا کَانُوْا یُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُھُوْا عَنْهُ وَاِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ ○ (الانعام آیت ۲۷ پ۲)

ترجمہ۔ کاش تم اس وقت کی حالت دیکھ سکتے جب وہ دوزخ کے کنارے کھڑے کئے جائیں گے اس وقت کہیں گے۔ کاش کوئی صورت ایسی ہو کہ ہم واپس بھیج دیئے جائیں۔ اور اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں۔ اور ایمان والوں میں سے ہو جائیں۔ بلکہ جس چیز کو اس سے پہلے چھپاتے تھے۔ وہ ظاہر ہو گئی۔ اور اگر یہ واپس بھیج دیئے جائیں تب بھی وہی کام کریں گے۔ جن سے انہیں منع کیا گیا تھا۔ اور یقیناً یہ جھوٹے ہیں۔

اللہ تعالےٰ ہمیں صحیح بصیرت عطا فرمائے اور حزب اللہ کا ممبر بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ : شذرہ

پھیلانے کا الزام عائد کیا گیا ہے۔ جو ہماری اطلاع کے مطابق صحیح نہیں ہمیں اس سلسلے میں بھکر سے بیشتر خطوط موصول ہوئے ہیں۔ اور ادارہ سے درخواست کی گئی ہے کہ ان کی آواز حکومت پہنچا دی جائے بھکر کے عوام کا موقف یہ ہے۔ کہ یہ اقدام بھکر کے مقامی حکام کی غلط رپورٹوں کا غلط نتیجہ ہے اور حکومت کو اس کی باقاعدہ تحقیقات کرنی چاہیئے۔ ہمارے خیال میں ویسے کسی شخص کو صفائی کا موقع دیئے بغیر اس قسم کا سخت اقدام کہ اسے گھر سے بے گھر کر دیا جائے انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے۔ اور اس پر نظر ثانی ہونی چاہیئے۔ پھر کسی ایک ہی فرقے کے خلاف اس قسم کی کاروائیاں بجائے خود افسوس ناک ہیں۔ ہم حکومت مغربی پاکستان سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ اس معاملہ میں باقاعدہ تحقیقات کرائے اور لوگوں کو محض مقامی حکام کے مخصوص عقائد و نظریات اور جذبۂ انتقام کی بھینٹ نہ چڑھائے۔ اس کے ساتھ ہی عوام سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ وہ صحیح صورت حال ڈی سی صاحب اور حکومت کے نوٹس میں لائیں۔ اور ان پر واضح کریں کہ مقامی پولیس نے بعض مخصوص وجوہ کی بناء پر غلط رپورٹنگ کی ہے۔ تاکہ وہ اپنے حکم پر نظر ثانی کر سکیں اور صحیح صورت حال سے باخبر ہو سکیں۔

قبول اسلام

مورخہ ۶-۳-۲۸ مطابق ۶۷-۶-۱۶ مسماۃ منشی محمد رفیق ولد چوہدری رحمت علی ساکن دھیڑ پیر محمد ڈاک خانہ پسرور میرے پاس مشرف باسلام ہوا۔ منشی محمد رفیق خان کما لپور چشتیاں سکول میں ماسٹر ہیں۔ مرزائیت سے توبہ کر کے مشرف باسلام ہوئے۔

(مولانا) بشیر احمد نقشبندی قادری خطیب مسجد جامع پسرور

انجمن فدایان اسلام گوجرانوالہ کا پہلا سالانہ تبلیغی و اصلاحی

جلسہ

بتاریخ ۵ر جولائی۔۔۔۔ بدھوار بعد از نماز عشاء چوک غریب نواز بازار گھنٹہ گھر میں زیر صدارت ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظر ایڈیٹر ہفت روزہ خدام الدین نائب صدر تنظیم اہل سنت پاکستان منعقد ہو رہا ہے جس میں مقرر خوش بیان خطیب ملت حضرت مولانا عبد القادر آزاد جنرل سیکرٹری اسلامی مشن بہاولپور۔ مولانا منظور احمد شاہ صاحب مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور حافظ خلیل الرحمان ضیاء صدر انجمن فدایان اسلام گوجرانوالہ عوام سے خطاب فرمائیں گے عاشقان خدا و رسولؐ جلسہ میں جوق در جوق شریک ہوں۔

الداعی۔ جنرل سکرٹری انجمن فدایان اسلام گوجرانوالہ

تلاش گمشدہ

میرا لڑکا محمد ارشاد متعلم دار العلوم ربانیہ بستی ریاض المسلمین سونڈہ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ۲½ ماہ سے گم ہے اس کی گمشدگی کی وجہ سے اہل خانہ بالخصوص اس کی والدہ بہت پریشان ہے اور اس کے بڑے بھائی کی شادی رکی ہوئی ہے خیال ہے کہ وہ کسی دینی مدرسہ میں پڑھ رہا ہے اس کا حلیہ یہ ہے۔ رنگ گورا۔ آنکھیں بلی، بال بھورے عمر ۱۵ سال اگر کسی صاحب کو اس کے بارے میں پتہ ہو۔ تو مندرجہ ذیل پتہ پر مطلع فرما کر ثواب حاصل کریں۔ محمد یوسف آرائیں نزد جامع مسجد فاروقیہ سرہندکالونی ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

قاریوں کی ضرورت

انجمن تحفیظ القرآن وزیر آباد کے زیر اہتمام شہر کے مختلف حصوں میں قرآنی تعلیم کے ۱۲ مدارس قائم کئے جارہے ہیں جس میں فوری طور پر ۱۰ قاریوں کی ضرورت ہے۔ امیدوار کے لئے حافظ قرآن اور سند یافتہ ہونا ضروری ہے حسب ذیل پتہ درخواست ارسال کریں یا بالمشافہ گفتگو کے لئے تشریف لائیں۔

دفتر انجمن تحفیظ القرآن مسجد دارا کوترانوالہ۔ وزیر آباد

غلام حسین طارق فاضل اردو بورسٹل سکول بہاولپور

حادثاتِ زمانہ

اس عالم رنگ و بُو میں ہر چیز حوادث کا ایک مجموعہ ہے۔ بلکہ اس فانی کائنات کی پیدائش بھی بذات خود ایک حادثہ ہے انسان پیدائش سے لے کر موت تک حادثات سے دو چار رہتا ہے۔ کہیں اسے مذہب کی پابندیاں قبول کرنا پڑتی ہیں۔ اور کہیں ملکی قوانین کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ کبھی حاکم ہے اور کبھی محکوم۔ کبھی آزاد ہے اور کبھی غلام کبھی عیش و عشرت میں مبتلا ہے اور کبھی غربت کی چکی میں پس رہا ہے کبھی خود غرض ہے۔ کبھی بے لوث غرضیکہ حادثات انسانی زندگی کا خاصہ ہیں۔ اور ان کے بغیر زندگی بے مزہ اور نامکمل ہے۔

حادثات ہی انسان کو زندگی کے نشیب و فراز سے آگاہ کرتے ہیں اور اس کی زندگی کے لئے تجربات کا مواد فراہم کرتے ہیں

ہر حادثہ اور واقعہ بذات خود ایک معمہ ہے جس کے سمجھنے کے لئے بلند فطرت کی ضرورت ہے۔ مولانا محمد علی جوہرؔ جب انگریزوں کی قید میں مبتلا تھے۔ تو علامہ اقبالؒ نے ان کو ایک غزل لکھ کر بذریعہ ڈاک روانہ کی جس میں یہ شرط نمایاں تھی۔ اور اُن کو ایسے انداز میں داد دی کہ جس کو عام عقل سمجھنے سے قاصر رہے گی۔

ہے اسیری اعتبار افزا جو ہو فطرت بلند
قطرہ نیساں ہے زندانِ صدف سے ارجمند
مشک از فر چیز کیا ہے اک لہو کی بوند ہے
مشک بن جاتی ہے ہوکے نافہ آہو میں بند

یہ غزل علامہ اقبال کے فکر و نظر کی آئینہ دار ہے۔

یہ غزل صرف مولانا محمد علی جوہر کے لئے ہی مخصوص نہ تھی۔ بلکہ انہوں نے تمام مسلمانوں کو ایک درس دیا تھا۔ اور حادثات سے مرعوب ہونے والوں کے دلوں میں ایک نئی روح پھونکنے کی کوشش کی اور پیام عمل دیا اور کہا کہ حادثات سے مرعوب ہونے کی بجائے انسان کو حادثات کا مردانہ وار مقابلہ کرنا چاہیئے

کوئی مذہب اور کوئی قوم اس کائنات کے بحر بیکراں میں حادثات و مصائب سے دو چار ہوئے بغیر اپنی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکی۔

اسلام کی ابتداء کے متعلق آپ خوب جانتے ہیں۔ ابتداء میں اسلام کی خاطر آخری پیغمبر روح کائنات اور صحابہ کرام نے جو دل دوز تکالیف برداشت کیں۔ آج کا خود غرض اور مردہ دل اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا

مسلمانوں کی آزادی کی تحریک ۱۸۵۷ء میں سراج الدولہ کے دربار سے شروع ہوئی راستے میں ٹیپو سلطان شہید اور صادق غدار کا تاریخی کردار چھوڑتی گئی۔ تا کہ آئندہ نسلیں لعنت اور نعمت کے فرق کو بآسانی سمجھ سکیں۔ اور آخرکار ۱۹۴۷ء میں لاکھوں قربانیوں اور خون کی ندیوں کا معاوضہ وصول کر کے موجودہ پاکستان کی شکل میں ظاہر ہوئی۔

قائد اعظم محمد علیؒ نے کئی بار اپنی قوم میں پیام دیا۔ کہ وہی قومیں دنیا میں کامیاب و کامران ہوتی ہیں۔ جو حادثات کا مردانہ وار مقابلہ کرتی ہیں۔ چنانچہ مسلم لیگ کے پچیسویں سالانہ اجلاس میں فرمایا تھا کہ اس وقت ہندوستان میں ایسی قومیں موجود ہیں جو تم کو ڈرائیں دھمکائیں اور مرعوب کریں ممکن ہے تم کو ان کے ہاتھوں سخت تکلیفیں پہنچیں مگر یاد رکھو کامیابی کے راز انہیں مصائب و حادثات میں پنہاں ہیں بقول اقبال

ہوئے مدفون دریا زیر دریا تیرنے والے
طمانچے موج کے کھاتے تھے جو بن کر گہر نکلے

تاریخیں حادثات زمانہ کا مجموعہ ہیں۔

تاریخ ہمیں ماضی کی برائیوں سے پرہیز کرنے اور خوبیوں کو اپنانے کا درس دیتی ہے

کہیں انگریز مغل دربار میں چند رعایات کے لئے ہاتھ پھیلا رہا ہے۔ ادھر کہیں مغل شہزادیاں انگریز کے در کی بھیک مانگ رہی ہیں۔ زندگی انفرادی ہو یا اجتماعی ہمیشہ حادثات ہی اسے فروغ بخشتے ہیں

سائنس دان کو کسی حقیقت پر پہنچنے کے لئے ہزاروں مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اور زندگی کا بیشتر حصہ تجربات میں صرف کرنے کے بعد وہ کسی کامیاب نتیجہ پر پہنچتا ہے کوئی انسان کوئی معاشرہ یک دم ہی ترقی کے بام عروج پر نہیں پہنچ سکتا بلکہ اسے صحیح مقام پر پہنچنے کے لئے پہلے معاشی معاشرتی سیاسی اور مذہبی مراحل کے علاوہ جسمانی ذہنی اور روحانی اذیتوں سے بھی دو چار ہونا پڑتا ہے۔

نہ گھبرا کثرت غم سے حصول کامیابی میں
کہ شاخ گل پہ پھول آنے سے پہلے خار آتے ہیں

حادثات زمانہ کی بدولت انسان کے اندر غیرت و حمیت اور حریت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے جوش عمل کا جوہر نمایاں ہوتا ہے۔

پنہاں ہے حادثات میں معراج زندگی
یہ زندگی کا راز ہے اس راز کو نہ بھول

تندیٔ باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کیلئے

پاک محمدؐ

رحمتوں والے پاک محمدؐ
برکتوں والے پاک محمدؐ
وہ ہیں عرش پہ جانے والے
حق کی ہدایت لانے والے
اُن کی خاطر حق نے بنائی
ساری دنیا، ساری خدائی
نبیوں کے سردار وہی ہیں
قدرت کے شہکار وہی ہیں
وہ ہیں کُل خلقت سے بڑھکر
کوئی نہیں ہے اُن کا ہمسر
اچھا ہے بس وہی نظامی
جس نے پائی اُن کی غلامی

عابد نظامی راولپنڈی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون ۶۷۵۲۵

چیف ایڈیٹر
عبیداللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم: (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۸۱-۲۳۷ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲-۶۷۶/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G/۲/۴۰-۱۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام مولانا عبیداللہ انور پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔